Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 49

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

21 محرم 1434 ہجری قمری 6 فتح 1391 ہش 6 دسمبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام

۱۔ ایمان اور معرفت میں ترقی

’’اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں‘‘ (آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

’’تا ہر یک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو‘‘ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ ۳۴۰)

۲۔ روحانی فوائد اور ثواب:

’’سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں‘‘

’’اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

’’اور بھی کئی فوائد اور منافع ہوں گے جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے‘‘۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

۳۔ اخلاق فاضلہ اور دینی مہمات میں سرگرمی

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں‘‘ (شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

۴۔ صالحین کی صحبت سے فیض

’’غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے....... کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی‘‘۔ (آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱)

۵۔ دینی ہمدردی کیلئے تدابیر حسنہ

’’اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کیلئے طیار ہو رہے ہیں‘‘ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل صفحہ ۳۴۰۔۳۴۱)

۶۔ نئے احباب سے تعارف

’’اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا‘‘ (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

۷۔ رنجشیں اور اجنبیت مٹانے کا ذریعہ

’’اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہ، کوشش کی جائے گی۔‘‘ (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

۸۔ وفات پاجانے والوں کیلئے اجتماعی دعائے مغفرت

’’اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی‘‘ (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن، جلد ۴، صفحہ ۳۵۲)

۹۔ بیعت کی غرض اور جلسہ سالانہ

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجاوے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کی طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جاویں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴، صفحہ ۳۵۱)

۱۰۔ جلسہ سالانہ کی عظمت

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

جلسہ سالانہ اور ہماری ذمہ داریاں

قسط: اوّل

1891ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ پہلا جلسہ مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا۔ حاضرین کی کل تعداد 75 نفوس پر مشتمل تھی۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ جلسہ ترقی کرتا کرتا ساری دنیا میں پھیل گیا اور آج عالم احمدیت میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے کیلنڈر کا ایک ایسا ایمان افروز حصہ بن گیا ہے جس کا ہر ملک کے احمدیوں کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ سالانہ کوئی دنیاوی میلہ یا اجتماع نہیں ہے۔ یہ خالصتاً ایک علمی اور روحانی اجتماع ہے۔ اس کا ایک مقصد تربیتی لحاظ سے اپنے آپ کو ایک تربیت یافتہ احمدی بنانا ہے۔ عظیم الشان مقاصد کی خاطر اس جلسہ سالانہ کا آغاز کرتے ہوئے مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ:

''تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ اور ان کی معلومات وسیع ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۰)

پھر فرمایا: ''اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ انکے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔ اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور زہد و تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں'' (شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

الحمدللہ جماعت احمدیہ ان دُعاؤں کی گزشتہ ایک صدی سے وارث بن رہی ہے۔ اور آئندہ بھی بنتی رہے گی انشاء اللہ۔ جلسہ سالانہ کی برکات و فیوض سے کماحقہ فائدہ اُٹھانے کیلئے چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔

❁ اس جلسہ کو دنیاوی میلہ نہ سمجھیں بلکہ یہ روحانیت میں آگے قدم بڑھانے کا ایک زریں موقع ہے۔ اس لئے جلسہ میں شمولیت کے لئے مکمل روحانی تیاری کریں اور اس کے کامیاب انعقاد اور روحانی مقاصد کے حصول کیلئے دعاؤں پر خصوصی زور دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز شاملین جلسہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''میں شامل ہونے والے مہمانوں سے کہوں گا کہ اگر وہ اپنے سفر کے مقصد کو پیشِ نظر رکھیں گے اور جلسے کے دنوں میں نیکیوں کو مزید نکھارنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً بشارت پانے والے مؤمنین کے زمرہ میں شامل ہونے والے بنیں گے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۲۰۱۰ مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۲۰۱۰ اخبار بدر)

❁ جو لوگ جلسہ پر آئیں گے انہیں اپنے مسکراتے ہوئے بھائیوں کو دیکھ کر نیز فراخ دل، وسیع حوصلہ اور ہمدرد دوستوں کو پاکر یہ توفیق اور طاقت ملے گی کہ واپس جا کر اپنی جماعتوں میں بھی تلخیاں اور نفرتیں دور کر کے پیار اور محبت سے رہیں۔ گویا اس جلسہ کی برکت سے آپس کے جھگڑوں کو نپٹا کر پیار اور محبت کا حسین معاشرہ قائم کرنے کا موقعہ بھی ملتا ہے۔

❁ دوران جلسہ درود شریف اور تسبیح و تحمید کرتے رہیں، مکمل خاموشی کا مظاہرہ کریں اور تمام تقاریر اور پروگرام دل جمعی و دھیان سے سنیں۔

❁ ۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دعا جو وہ خود بھی مجلس میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ بھی جلسہ کے دوران پڑھتے رہیں۔

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

❁ ۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک دوسرے کو سلام کریں۔ اور اس طرح جلسہ سالانہ کی فضا اور ماحول سلامتی سے معمور ہو جائے۔ آتے جاتے چلتے پھرتے ایک دوسرے کو السلام علیکم کہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''جب آپ جلسہ کے لئے آئے ہوئے ہیں تو واقف کاروں کو ملنے اور سلام کرنے کے بہت نظارے نظر آتے ہیں لیکن اصل اسلامی معاشرہ کی خوبی یہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارشاد فرمایا کہ جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے ہر ایک کو سلام کہو (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۲۰۱۰ مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۲۰۱۰ اخبار بدر)

(جاری) (شیخ مجاہد احمد شاستری)

جلسہ سالانہ قادیان کی خوشگوار یادیں

مہمان بھوکے ہیں اُنہیں کھانا کھلاؤ

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب انچارج نور ہسپتال جو بڑا لمبا عرصہ حضرت مصلح موعودؓ کے معالج بھی رہے ہیں، بلکہ وفات تک آپ کے ساتھ ہی رہے تھے وہ لکھتے ہیں کہ ''جلسہ کے موقع پر ایک شب بحیثیت اپنی جماعت کے سیکرٹری کے صدر انجمن احمدیہ کے اجلاس میں میری حاضری ہوئی۔ یہ اجلاس بعد نماز مغرب اور عشاء مسجد مبارک میں منعقد ہوا۔ خاکسار اپنی ناتجربہ کاری اور سادگی کی وجہ سے یا شوق کی وجہ سے اعلان شدہ وقت کے اول وقت میں ہی اجلاس کے مبارک مقام یعنی مسجد مبارک میں پہنچ گیا۔ گو وہ وقت کھانے کا تھا اور مجھے سخت بھوک بھی لگی ہوئی تھی کیونکہ صبح آٹھ بجے کا کھانا کھایا ہوا تھا مگر جلسہ کے احترام کی وجہ سے یا پابندیٔ وقت کے خیال سے خاکسار نے اپنی ناچیز حاضری کو اول درجے پر برقرار رکھا۔ یعنی نماز ہائے مغرب وعشاء جو جمع ہو کر ادا ہوئی تھیں کے بعد بجائے باہر جانے کے مسجد میں ہی بیٹھ گیا اور جلسے کے انعقاد کی انتظار کرنے لگا۔ ممبران کی آمد دیر کے بعد شروع ہوئی اور قریب ساڑھے نو بجے کے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی اور قریباً گیارہ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا۔ اس دوران میں شدت بھوک کی وجہ سے خاکسار کی حالت ناگفتہ بہ رہی اور یہ شدت مجھے دیر تک یاد رہی اور اب تک بھی بھولی نہیں۔ جلسہ سے فارغ ہو کر جب میں اپنے جائے قیام پر گیا تو جماعت پٹیالہ کے احباب میں سے غالباً حافظ بھائی ملک محمد صاحب میرے لئے ایک روٹی کا ٹکڑا لے آئے تھے۔ لنگر خانہ بند ہو چکا تھا، مَیں نے اس ٹکڑے کو چبانا شروع کر دیا۔ ابھی وہ ختم نہ کیا تھا کہ ایک زبردست دستک ہمارے کمرے کے دروازے پر پڑی اور آواز آئی کہ کوئی مہمان بھوکا ہو جس نے کھانا نہ کھایا ہو وہ آ جائے، اور چل کر لنگر خانے میں کھانا کھا لے۔ خاکسار کے ساتھیوں نے مجھے بھی نکال باہر کیا اور لنگر میں پہنچ کر جو کچھ ملا بعد شُکر کھایا۔ اگلے روز قریباً دس بجے دن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسجد مبارک کے چھوٹے زینے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا اور خدام کو گلی میں حضور کی طرف رُخ کئے ہوئے کھڑے دیکھا اور حضور کے سامنے حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی تھے اور حضور کچھ جوش کے ساتھ ارشاد فرما رہے تھے کہ مہمانوں کے کھانے وغیرہ کا انتظام اچھا ہونا چاہئے۔ رات مجھے الہام ہوا۔ يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ کہ اے نبی! بھوکے اور مُعتر لوگوں کو کھانا کھلا۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ آدھی رات کو جگانا اس الہام کی بنا پر تھا''۔

(خطبہ جمعہ ۱۵ جولائی ۲۰۱۱ مطبوعہ بدر ۲۲ ستمبر ۲۰۱۱ صفحہ ۵ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بتاریخ ۱۵ جولائی ۲۰۱۱)

زیارتِ قادیان

مکرم محمد شریف اودہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کبابیر اپنی قادیان زیارت کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

''2004ء میں مجھے پہلی دفعہ قادیان جانے کی توفیق ملی۔ قادیان کے حوالے سے جذبات کی عجب کیفیت تھی۔ جوں جوں مَیں قادیان کے قریب جا رہا تھا میرے قلب و ذہن میں تصورات وخیالات کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ بستی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہائش پذیر رہے، جس کے گلی کوچوں میں آپ کے قدم مبارک پڑے، اور جس کے در و دیوار پر آپ کی نظر مبارک پڑی، جس میں آپ نے نمازیں پڑھیں اور رقت آمیز دعائیں کیں، وغیرہ وغیرہ۔ ان خیالات کے جھرمٹ میں جب مَیں دہلی ائیرپورٹ پر اترا تو ایسے لگا کہ جیسے مَیں کسی اور سیّارہ پر آ گیا ہوں۔ دہلی میں رات رہ کر اگلے روز ہم بذریعہ ٹرین امرتسر پہنچے جہاں سے مکرم حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان ہمیں لے کر قادیان پہنچے۔ ابھی ہم قادیان کی حدود میں داخل ہوئے ہی تھے کہ کوثر صاحب نے مجھے کہا دیکھو یہاں سے منارۃ المسیح کا منظر کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔ میری نظر منارۃ المسیح پر پڑی تو جذبات امڈ آئے اور ضبط کا پیمانہ ایسا چھلکا کہ اشکوں کی برسات ہونے لگی ساتھ ساتھ میری پیاس بجھنے کی بجائے اور بڑھ گئی اور دل ادھر ہی کھچا جانے لگا کہ جتنی جلدی ہو وہاں پہنچ جاؤں۔ بہرحال مَیں اس عجیب کیفیت کے عالم میں سیدھا مسجد مبارک پہنچا اور مسجد کے قدیم حصہ کے چپے چپے پر نوافل ادا کئے تا یقین ہو جائے کہ مَیں نے بھی اس جگہ پر دعائیں کی ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نمازیں پڑھیں اور دعائیں کی تھیں۔ وہاں پر بہشتی مقبرہ، لنگر خانہ اور قادیان کے گلی کوچوں میں جانے کا لطف اس لحاظ سے دوبالا ہو جاتا جب یہ بات ذہن میں آتی کہ ان گلیوں اور ان پتھروں پر مسیح موعود علیہ السلام کی نظر پڑی ہوگی، حضورؑ یہاں ٹھہرے ہوں گے، ان راستوں پر چلتے ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ ان تصورات سے وہاں گزارے ہوئے دنوں کی یاد آج بھی جذباتی کر دیتی ہے۔'' (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۰ صفحہ ۴)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

خطبہ جمعہ

امریکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بنائی گئی نہایت ظالمانہ اور دلآزار فلم پر جماعت احمدیہ کا ردّعمل معلوم کرنے کے لئے آئے ہوئے پریس اور میڈیا کے نمائندگان کا حضور انور ایدہ اللہ سے انٹرویو اور اس ذریعہ سے دنیا بھر میں وسیع پیمانے پر اسلامی تعلیم کی تشہیر کا تذکرہ

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اُس کی تائید تھی کہ اس طرح کوریج ہوئی ورنہ اگر ہم اپنی کوشش بھی کرتے تو صحیح اسلامی مؤقف جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے، دنیا کو اس کا پتہ نہ چلتا، یا ہم وسیع طور پر دنیا تک نہ پہنچا سکتے۔ اب اس کو آگے بڑھانا، اس کوریج سے فائدہ اُٹھانا ہر جگہ کی جماعت کا اور ہر احمدی کا کام ہے۔

اپنے علاقے کی لائبریریوں میں بھی مثلاً یورپ میں یا انگلستان میں یا انگریزی بولنے والے ملکوں میں سیرت سے متعلق جماعت کی وہ کتب رکھوانی چاہئیں جن کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب Life of Muhammad کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہونی چاہئے۔

دنیا کے سامنے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلوؤں کو رکھنا ہے۔ یہ ہمارا کام ہے اور اس کو ہمیں بہرحال ایک کوشش کر کے سرانجام دینا چاہئے۔ آج یہ کام ایک لگن کے ساتھ صرف جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ اس کے لئے ہر طرح کے پروگرام کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ سیمینار بھی ہوں، جلسے بھی ہوں اور ان میں غیروں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں بلائیں۔

میرا گزشتہ خطبہ ہر زبان میں ترجمہ کر کے ایک چھوٹے سے پمفلٹ کی صورت میں بنا کر ایک مہم کی صورت میں اُس طرح تقسیم کر دیں جس طرح پہلے امن کے حوالے سے لیف لیٹنگ ہوئی تھی، لیکن اس کام کو زیادہ دیر نہیں لگنی چاہئے۔

تحفۂ قیصریہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امن اور مذہب کے احترام کے متعلق جو پیغام دیا ہے اس کی تشہیر کی آج بھی بہت ضرورت ہے۔ اس پر بھی فوری کام ہونا چاہئے۔

مکرم مولانا نصر اللہ خان ناصر صاحب مربی سلسلہ کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28 ستمبر 2012ء بمطابق 28 تبوک 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 19 اکتوبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ کو جب مَیں یہاں مسجد میں جمعہ پڑھانے آیا تھا تو کار سے اترتے ہی مَیں نے دیکھا کہ ایک بڑی تعداد اخباری نمائندوں کی سامنے کھڑی تھی۔ بہرحال میرے پوچھنے پر امیر صاحب نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں امریکہ میں جو انتہائی دل آزار فلم بنائی گئی ہے اُس پر مسلمانوں میں جو ردّعمل ہو رہا ہے، اس سلسلہ میں یہ لوگ دیکھنے آئے ہیں کہ احمدیوں کا ردّعمل کیا ہے۔ مَیں نے کہا ٹھیک ہے۔ انہیں کہیں کہ مَیں نے اسی موضوع پر خطبہ دینا ہے اور وہیں جو بھی احمدیوں کا ردّعمل ہو گا بیان کروں گا۔

یہ بھی خدا تعالیٰ کے ہی کام ہیں کہ وہ اتنی بڑی تعداد میں میڈیا کو کھینچ کر یہاں لایا اور پھر میرے دل میں بھی ڈالا کہ اس موضوع پر کچھ کہوں۔ پہلے میرا ارادہ کچھ اور کہنے کا تھا۔ لیکن ایک دن پہلے توجہ اس طرف پھری کہ اسی موضوع پر کچھ کہنا چاہئے۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کرواتا ہے اور بعد کے حالات نے ثابت بھی کیا کہ اس موضوع پر کہنے میں اللہ تعالیٰ کی تائید شامل تھی۔ مختصر وقت میں مختصر باتیں کی جا سکتی ہیں لیکن جو بھی کہی گئیں اُن کے خلاصے کو یا جو پیغام مَیں دینا چاہتا تھا اُس کو اللہ تعالیٰ نے دنیائے احمدیت کے علاوہ غیروں میں بھی کافی وسیع طور پر پہنچا دیا۔ بہرحال جمعہ کے بعد جب مَیں مسجد سے باہر نکلا ہوں تو امیر صاحب نے کہا کہ میڈیا والے دو تین منٹ آپ سے براہِ راست کچھ بات کرنا چاہتے ہیں، اور کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے اُن کو کہا کہ خطبہ میں ساری باتیں بیان کر چکا ہوں۔ کیونکہ مَیں دیکھ رہا تھا کہ میڈیا کے لوگ اوپر کھڑے تھے، کیمرے تصویریں بھی لے رہے تھے، ریکارڈنگ بھی کر رہے تھے، ترجمہ سن بھی رہے تھے تو پیغام تو ان کو مل گیا ہے۔ پھر اب یہ مزید اَور کیا چاہتے ہیں؟ بہرحال کیونکہ انہوں نے اُن کو یہ کہہ کر اندر کمرے میں بٹھا دیا تھا کہ مَیں آؤں گا تو اس بات پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ ٹھیک ہے، دیکھ لیتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کی خاطر اَور باتیں بھی کرنی پڑیں تو ہم کریں گے اور آپ کے مقام کے حوالے سے نیز اسلام کی تعلیم کے حوالے سے اگر اس انٹرویو کی وجہ سے کوئی بہتر پیغام دنیا کو پہنچ سکتا ہے تو اچھی بات ہے، پھر مل لیتا ہوں۔ جب مَیں کمرے میں گیا تو علاوہ اخباری نمائندوں کے ٹی وی چینلز کے نمائندے بھی تھے جن میں نیوز نائٹ جو بی بی سی کے زیرِ انتظام ہے، اسی طرح بی بی سی کا نمائندہ، نیوزی لینڈ نیشنل ٹیلیویژن کا نمائندہ، فرانس کے ٹیلیویژن کا نمائندہ اور بہت سارے دوسرے نمائندے شامل تھے۔ نیوزی لینڈ کا نمائندہ جو میرے دائیں طرف بیٹھا تھا، اُس کو پہلے موقع مل گیا۔ اُس نے یہی سوال کیا کہ آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ مَیں نے اُس کو بتایا کہ پیغام تو تم سُن چکے ہو۔ وہ خطبہ کی ریکارڈنگ سن رہے تھے اور ترجمہ بھی سن رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے بارے میں مَیں بیان کر چکا ہوں کہ آپ کا بہت بلند مقام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہر مسلمان کے لئے قابل تقلید ہے۔ مسلمانوں کا ردّعمل جو غم و غصّہ کا ہے وہ ایک لحاظ سے تو ٹھیک ہے کہ

پیدا ہونا چاہئے تھا، گو بعض جگہ اس کا اظہار غلط طور پر ہو رہا ہے۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام ہے دنیا دار کی نظر اُس تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے دنیا دار کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ کس حد تک اور کس طرح ہمیں ان باتوں سے صدمہ پہنچا ہے۔ ایسی حرکتیں دنیا کا امن برباد کرتی ہیں۔ نیوزی لینڈ کے ایک نمائندہ کا اس بات پر زور تھا کہ تم نے بڑے سخت الفاظ میں کہا ہے کہ یہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔ یہ تو بڑے سخت الفاظ ہیں اور تم بھی اُن لوگوں میں شامل ہو گئے ہو۔ الفاظ تو یہ نہیں تھے لیکن ٹون (Tone) سے یہی مطلب لگ رہا تھا کیونکہ وہ بار بار اس سوال کو دوہرا رہا تھا۔ اُس کو مَیں نے یہ کہا کہ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے بارے میں ایسی باتیں کریں، اُن کا استہزاء کرنے کی کوشش کریں اور کرتے چلے جائیں اور کسی طرح سمجھانے سے باز نہ آئیں اور تمسخر اور ہنسی کا نشانہ بناتے رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی بھی ایک تقدیر ہے وہ چلتی ہے اور عذاب بھی آ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پکڑتا بھی ہے۔ خیر وہ چپ کر گیا۔ لیکن لگتا تھا کہ اس بات سے کچھ ڈرا بھی ہوا ہے، کچھ خوفزدہ بھی لگ رہا تھا۔ اُس نے نیوزی لینڈ نیشنل ٹیلیویژن چینل کو جو اپنی خبریں بھیجی ہیں ان خبروں میں وہ وہاں نشر ہوئی اور اس طرح جماعت کے حوالے سے پہلی دفعہ وہاں کے نیشنل ٹیلیویژن پر کوئی خبر نشر ہوئی ہے۔ وہاں کی جماعت بھی اس لحاظ سے خوش تھی کہ خطبہ کے حوالے سے بھی اور میرے انٹرویو کے حوالے سے بھی وہاں ہمارا تعارف ہو گیا۔ خطبہ کے انگریزی مترجم کے یہ الفاظ کہ 'یہ لوگ جہنم میں جائیں گے'، یہ فقرہ بھی انہوں نے اپنی خبروں میں سنایا جو ریکارڈ کیا ہوا تھا۔ لیکن اس میں یہ شرافت تھی جو بعض دفعہ غیر مسلم نمائندوں میں نہیں ہوتی یا وہ نہیں دکھاتے یا اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں ڈالا کہ اس فقرہ کا جو بغیر سیاق و سباق کے منفی ردّعمل ہو سکتا تھا، اُس کو زائل کرنے کے لئے مجھے ٹی وی انٹرویو دیتے ہوئے دکھایا اور میرے الفاظ میں یہ بھی دکھا دیا۔ وہاں اس نے میرے الفاظ دوہرا دیئے جو مَیں خود بھی بول رہا تھا کہ ہم شدت پسند مظاہرے اور توڑ پھوڑ پسند نہیں کرتے اور تم کبھی کسی احمدی کو نہیں دیکھو گے کہ اس قسم کے فساد اور مفسدانہ ردّعمل کا حصہ ہوں۔ خبریں پڑھنے والے نے میرا یہ جواب دکھا کر پھر آگے تبصرہ کیا کہ یہ جماعت مسلمانوں کی اقلیتی جماعت ہے اور ان کے ساتھ بھی مسلمانوں کی طرف سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ بہرحال دیکھتے ہیں کہ یہ پیغام جو ان کے خلیفہ نے دیا ہے، اس کی آواز اور پیغام کا احمدی مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مسلمانوں پر بھی کوئی اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ اس نے وہاں دوسرے مسلمانوں کی فوٹیج بھی دکھائی جو توڑ پھوڑ کر رہے تھے۔ مولویوں کو جلوس نکالتے ہوئے، نعرے لگاتے ہوئے دکھایا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بہرحال اس ذریعہ سے اسلام کا حقیقی پیغام نیوزی لینڈ کے ملک میں بھی اور سیٹلائٹ کے ذریعہ اردگرد کے ملکوں میں بھی اور اُن کی ویب سائٹ کے ذریعہ سے دنیا کے بہت سے حصوں میں پہنچ گیا۔ اگر ہم کوشش بھی کرتے تو احمدیت کا تعارف اور اسلام کا حقیقی پیغام اس طرح نہ پہنچتا۔ اب نیوزی لینڈ جماعت کو چاہئے کہ اس حوالے سے اسلام اور احمدیت کا تعارف بھرا پروگرام ملک کے ہر حصہ میں پہنچانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح نیوزی لینڈ کے اردگرد کے جو ممالک ہیں، اُن میں بھی یہ سنا گیا ہوگا، اُنہیں بھی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے ان ممالک میں اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچانے کے لئے بھرپور پروگرام بنائیں۔

نیوز نائٹ جو یہاں کا چینل ہے، اُس کا نمائندہ کہنے لگا کہ مَیں نے یہ فلم دیکھی ہے۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں جس پر اتنا زیادہ شور مچایا جائے اور مسلمان اس طرح ردّعمل دکھائیں۔ اور تم نے بھی بڑی تفصیل سے اس پر خطبہ دے دیا ہے اور بعض جگہ بڑے سخت الفاظ میں اس کو ردّ کیا ہے۔ یہ تو ہلکا سا مذاق تھا۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ یہ تو ان لوگوں کے اخلاقی معیار کی حالت ہے۔ مَیں نے اُسے کہا کہ پتہ نہیں تم نے کس طرح دیکھا اور تمہارا کیا معیار ہے؟ تم اُس مقام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں کی نظر میں ہے، اُن کے دل میں ہے اور اُس محبت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مسلمان کے دل میں ہے، تم نہیں سمجھ سکتے۔ مَیں نے اُسے بتایا کہ مَیں نے فلم تو نہیں دیکھی لیکن ایک دو باتیں جس دیکھنے والے نے مجھے بتائی ہیں، وہ ناقابلِ برداشت ہیں اور تم کہتے ہو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ باتیں سن کر تو مَیں کبھی فلم دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔ اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو سن کر ہی خون کھولتا ہے۔ مَیں نے اُسے کہا کہ تمہارے باپ کو اگر کوئی گالی دے، برا بھلا کہے، بیہودہ باتیں کہے تو اُس کے متعلق تمہارا ردّعمل کیا ہوگا؟ تم دکھاؤ گے ردّعمل؟۔ یہ بتاؤ گے کہ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو ایک مسلمان کی نظر میں اس سے بہت بلند ہے، اس جگہ تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ دوبارہ پھر وہ فلم کے بارے میں بات کرنے لگا تو پھر مَیں نے اُسے کہا کہ مَیں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ تمہارے باپ کے خلاف اگر کوئی بات کرے تو سنو گے؟ ہاں یا نہ میں جواب تو اُس نے نہیں دیا لیکن اس بات پر بہرحال چپ کر گیا۔ اس نمائندے نے تو شاید اس بارے میں میڈیا میں خبر نہیں دی۔ لیکن میرے اس فقرہ کو کہ تمہارے باپ کو کوئی گالی دے تو ردّعمل دکھاؤ گے کہ نہیں؟ دوسرے میڈیا نے بہت ساری جگہوں پر اُٹھایا۔ ویب سائٹ پر بھی ڈالا ہے۔

بہرحال انٹرنیٹ پر اور بعض اخباروں کی ویب سائٹ پر مختلف تبصرہ کرنے والوں نے اور ایک پاکستانی انگلش اخبار نے خطبہ کے حوالے سے، پریس میٹنگ کے حوالے سے جماعت احمدیہ مسلمہ کے مؤقف کو دنیا پر خوب ظاہر کیا کیونکہ اکثر نے اس بات پر بڑے تعریفی کلمات لکھے تھے۔ لیکن انٹرنیٹ پر بعض تبصرے ایسے بھی تھے کہ مرزا مسرور احمد نے کونسی ایسی خاص بات کر دی ہے۔ بعضوں نے یہ بھی لکھا کہ انہوں نے جو بات کہی ہے ہر عقل مند انسان یہی بات کرتا ہے۔ لیکن ایک احمدی نے مجھے لکھا کہ مَیں نے سارے تبصرے سنے، ساری خبریں دیکھیں۔ علماء کے بھی اور ان کے لیڈروں کے بھی ساروں کے بیانات دیکھے۔ بہت باتیں کی ہیں لیکن کسی نے یہ توجہ نہیں دلائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ تو یہ توجہ بھی صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے ہی دلائی گئی ہے کہ اس کا ایک ردّعمل یہ بھی ہونا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ بعض نے یہ بھی لکھا کہ ان لوگوں نے ہی صحیح اسلامی ردّعمل دکھایا ہے جن کو تم غیر مسلم کہتے ہو۔ بہرحال اس کی خوب تشہیر ہوئی ہے۔ اس طرح دنیا کے سامنے ایک حقیقی مسلمان کا حقیقی ردّعمل بھی آ گیا۔ اسلام کی حقیقی تعلیم جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے، اُس کا بھی دنیا کو پتہ چل گیا۔ دنیا کو اور عالم اسلام کو یہ پیغام بھی مل گیا کہ ایک حقیقی مسلمان کا صحیح ردّعمل کیا ہوتا ہے اور کیا ہونا چاہئے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اُس کی تائید تھی کہ اس طرح کوریج ہوئی ورنہ اگر ہم اپنی کوشش بھی کرتے تو صحیح اسلامی مؤقف جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے، دنیا کو اس کا پتہ نہ چلتا، یا ہم وسیع طور پر دنیا تک نہ پہنچا سکتے۔ اب اس کو آگے بڑھانا، اس کوریج سے فائدہ اُٹھانا ہر جگہ کی جماعت کا اور ہر احمدی کا کام ہے۔

جہاں تک مرکز کی طرف سے اس بارے میں کوشش کی ہدایت اور طریقۂ کار کا سوال ہے مَیں نے خطبہ کے حوالے سے اس کی اشاعت کی ہدایت تو کر دی ہے۔ بہرحال یہ ہدایت اور طریق جو بھی دفتر کی طرف سے جماعتوں کو اور افراد کو اُن کی جماعتوں کی طرف سے پہنچے گا وہ تو ہو سکتا ہے کہ چاہے چند دن ہی سہی وہ کچھ وقت لے لے۔ لیکن تمام احمدی جو میری بات سن رہے ہیں، اُن کو چاہئے کہ اس موقع سے جو اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمایا ہے ایک تو جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں کہا تھا، اپنے عمل سے دنیا کے سامنے اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کریں۔ لیکن ساتھ ہی متعلقہ مرکزی دفتر بھی جیسا کہ میں نے کہا اور جماعتیں بھی فوری توجہ دیتے ہوئے خطبہ کا اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کر کے وسیع طور پر شائع کریں اور پریس کے حوالے سے بھی ذکر کریں اور ہر ذی شعور تک اسلامی مؤقف کو پہنچائیں۔ مختصر سا وہ خطبہ تھا۔ نیز اس میں یہ بھی درج ہو کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو دیکھنا ہے تو حقائق اور تاریخ کی روشنی میں تمہیں ہم لٹریچر بھی مہیا کرتے ہیں، کتب بھی مہیا کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہماری ویب سائٹ ہے، اور مختلف جماعتوں کی بھی ہیں اُن کا بھی پتہ دیں۔ مرکزی ویب سائٹ کا پتہ دیں جس میں یہ لٹریچر موجود ہو۔

اس بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا پہلے بھی مَیں ہدایت دے رہا تھا اور دے چکا ہوں۔ بعض لوگوں نے اپنے مشورے بھی دیئے ہیں کہ اس خطبہ کے حوالے سے اور پریس کے ساتھ سوال و جواب کے حوالے سے دنیا میں جماعت کے موقف کی جو تشہیر ہوئی ہے، اُس کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش ہونی چاہئے اور اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ اپنے علاقے کی لائبریریوں میں بھی مثلاً یورپ میں یا انگلستان میں یا انگریزی بولنے والے ملکوں میں سیرت سے متعلق جماعت کی وہ کتب رکھوانی چاہئیں جن کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔ نیز اگر کسی طبقے کو مفت بھی مہیا کرنی پڑیں تو کی جا سکتی ہیں۔ خاص طور پر وہ کتب، جیسا کہ میں نے کہا، جن کا انگلش ترجمہ ہو چکا ہے یا کسی اور زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے، ان کو کثرت سے پھیلایا جائے۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب Life of Muhammad[sa] جو انگریزی میں چھپی ہوئی ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف سیرۃ خاتم النبیینؐ کا کچھ حصہ انگلش میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ باقی بھی وکالتِ تصنیف کو چاہئے کہ جلدی ترجمہ کرا کے شائع کرائیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا Life of Muhammad[sa] جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتاب ہے۔ یہ ایک مختصر سی کتاب ہے جس میں سیرت کے تمام پہلوؤں کو مختصر طور پر کور (Cover) کیا گیا ہے۔ اصل میں یہ دیباچہ تفسیر القرآن کا ایک حصہ ہے۔ اس کا کچھ حصہ جس میں تاریخ بھی بیان ہوئی ہے اور سیرت بھی بیان ہوئی ہے، یہ تقریباً، تقریباً کیا سارا ہی دیباچہ کا وہ حصہ ہے جو سیرت اور تاریخ سے متعلقہ ہے۔ بہرحال اس کا اُتنا حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متعلق ہے، اس کو پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو اجاگر ہو کر سامنے آ جاتا ہے۔ اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہونی چاہئے۔ وکیل اشاعت اور تصنیف مجھے رپورٹ کریں کہ کس کس زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اگر سٹاک میں نہیں ہے تو فوری اس کی اشاعت بھی کروائیں۔ میرا خیال ہے جرمن زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہے اور فرنچ میں بھی شاید ہے۔ بہرحال یہ رپورٹ دے دیں۔ دنیا کے سامنے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلوؤں کو رکھنا ہے۔ یہ ہمارا کام ہے اور اس کو ہمیں بہرحال ایک کوشش کر کے سرانجام دینا چاہئے۔ آج یہ کام ایک لگن کے ساتھ صرف جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ اس کے لئے ہر طرح کے پروگرام کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ سیمینار بھی ہوں، جلسے بھی ہوں اور ان میں غیروں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں بلائیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ میرا گزشتہ خطبہ ہر زبان میں ترجمہ کر کے ایک چھوٹے سے پمفلٹ کی صورت میں بنا کر ایک مہم کی صورت میں اُس طرح تقسیم کر دیں جس طرح پہلے امن کے حوالے سے لیف لیٹنگ ہوئی تھی۔ لیکن اس کام کو زیادہ دیر نہیں لگنی چاہئے۔ ہفتہ دس دن کے اندر اندر یہ کام ہو سکتا ہے اور کرنا چاہئے۔ بڑے ممالک میں اس کی اشاعت کا کام بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہے اور نہ آئیں گے۔ عمومی طور پر مسلمان جو ردّعمل دکھا رہے ہیں، اس کو لے کر لگتا ہے کہ یہ لوگ ہمارے دلوں کو مزید زخمی کرنے کے درپے ہیں۔ اپنی خبیثانہ حرکتوں

کوایک ملک سے دوسرے ملک میں پھیلاتے چلے جارہے ہیں۔اب دودن پہلے سپین کے کسی اخبار نے بھی یہ خاکے بنائے تھے اور شائع کئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ یہ تو مذاق ہے اور یہ مسلمانوں کے ردّعمل کا جواب بھی ہے۔

پس ہمیں ان لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے اور کم ازکم شرفاء اور پڑھے لکھے لوگوں کو بتانے کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ غلط طریق دنیا کا امن برباد کررہا ہے، تاکہ جس حد تک ممکن ہو ان کے ظالمانہ رویے کی حقیقت سے ہم دنیا کو آگاہ کرسکیں۔

یہاں یوکے میں اور کامن ویلتھ ملکوں میں کوئین کی ڈائمنڈ جوبلی گزشتہ دنوں منائی گئی تھی۔اس حوالے سے تقریباً سارا سال ہی شور پڑا رہا ہے اور پڑ رہا ہے یا اس کا ذکر چل رہا ہے۔اب بھی اس طرف توجہ ہے۔ملکہ وکٹوریہ کی جب ڈائمنڈ جوبلی ہوئی تھی تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''تحفہ قیصریہ'' کے نام سے کتاب لکھ کر ملکہ کو بھجوائی تھی جس میں جہاں ملکہ کی انصاف پسند حکومت کی تعریف کی تھی وہاں اسلام کا پیغام بھی پہنچایا تھا اور دنیا میں امن کے قیام اور مختلف مذاہب کے آپس کے تعلقات اور مذہبی بزرگوں اور انبیاء کی عزت و احترام کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔اور یہ بھی تفصیل سے بتایا تھا کہ امن کے طریق کیا ہونے چاہئیں۔اب جب ملکہ الزبتھ کی ڈائمنڈ جوبلی ہوئی ہے تو تحفہ قیصریہ کا ترجمہ پرنٹ کرکے خوبصورت جلد کے ساتھ ملکہ کو بھجوایا گیا تھا۔ملکہ کا جو متعلقہ شعبہ ہے جس کو یہ کتاب تحفہ کے طور پر جاکے دی گئی تھی، اور ساتھ میرا خط بھی تھا، اُن کی طرف سے مجھے شکریہ کا جواب بھی آیا ہے اور یہ بھی کہ ملکہ کی کتابوں کی جو collection ہے وہاں رکھ دی گئی ہے اور ملکہ اس کو پڑھے گی۔بہرحال پڑھتی ہے یا نہیں لیکن ہماری جو ذمہ داری تھی ہم نے ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس وقت بھی دنیا کی بدامنی کے وہ حالات ہیں جو اُس زمانے میں بھی تھے بلکہ بعض لحاظ سے بڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ اسلام پر حملہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ، آپ کا استہزاء کرتے چلے جارہے ہیں اور بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کی تشہیر کی آج بھی بہت ضرورت ہے۔اس لئے اس میں امن اور مذہب کے احترام کا جو حصہ ہے اور پھر یہ بھی دیا ہوا ہے کہ کانفرنسیں بھی منعقد ہونی چاہئیں اور کس طرح ہونی چاہئیں۔یہ سارے حصے اکٹھے کرکے ایک پمفلٹ کی شکل میں چھاپ کر یہاں بھی اور دنیا میں بھی تقسیم کرنے کی ضرورت ہے۔اس پر بھی فوری کام ہونا چاہئے۔یہ دوتین ورقہ پیغام بنے گا، زیادہ سے زیادہ چار پانچ ورقے بن جائیں گے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انبیاء کا ذکر فرماتے ہوئے یہ مثال دی ہے کہ اگر کسی حکومت کے نام پر کوئی جھوٹا قانون بنا کر اس کی طرف سے پھیلائے اور اپنے آپ کو حکومت کا کارندہ ثابت کرے یا کرنے کی کوشش کرے تو حکومت کی مشینری حرکت میں آتی ہے اور ایسے شخص یا گروہ کے خلاف کارروائی کرتی ہے تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف غلط باتوں کے منسوب ہونے کو برداشت کرے اور کھلی چھٹی دے دے۔

(ماخوذ از تحفۂ قیصریہ۔روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 257-258)

پس انبیاء بھی جب خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اُن کی جماعتیں بھی بڑھ رہی ہوتی ہیں تو یہ بات ثابت کرتی ہے کہ یہ جماعت یا یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔پس خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوؤں کا احترام کرنا چاہئے تاکہ دنیا کا امن قائم رہے۔اس بارے میں ایک حصہ جس میں آپ نے فرمایا کہ کس طرح امن ہونا چاہئے اور انبیاء کا کیا مقام ہوتا ہے، وہ مَیں اس وقت پیش کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں کہ:

''سو یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے'' (یعنی وہی قانون کہ اگر دنیاوی حکومتیں کسی ایسی بات کا اپنی طرف منسوب ہونا برداشت نہیں کرتیں جو نہیں کہی گئی تو اللہ تعالیٰ کس طرح برداشت کرے گا؟) فرمایا ''سو یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کے جھوٹے دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا بلکہ ایسا شخص جلد پکڑا جاتا اور اپنی سزا کو پہنچ جاتا ہے۔اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔اور پھر وہ دعویٰ ان کا جڑ پکڑ گیا اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا اور استحکام پکڑ گیا اور ایک عمر پا گیا۔اور اگر ہم اُن کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس مذہب کے پابندوں کو بدچلنیوں میں گرفتار مشاہدہ کریں تو ہمیں نہیں چاہئے کہ وہ سب داغ ملالت ان مذاہب کے بانیوں پر لگاویں۔کیونکہ کتابوں کا محرف ہوجانا ممکن ہے۔اجتہادی غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہوجانا ممکن ہے۔لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص کھلا کھلا خدا پر افترا کرے اور کہے کہ مَیں اس کا نبی ہوں اور اپنا کلام پیش کرے، اور کہے کہ ''یہ خدا کا کلام ہے''۔حالانکہ وہ نہ نبی ہو اور نہ اس کا کلام خدا کا کلام ہو۔اور پھر خدا اس کو سچوں کی طرح مہلت دے''۔(یہ سب کچھ ہو اور پھر خدا اُس کو سچوں کی طرح مہلت دے)''اور سچوں کی طرح اس کی قبولیت پھیلائے۔لہذا یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک اور باوجود اس کے صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑہا لوگ اس مذہب میں آ گئے۔یہ اصول نہایت نیک اصول ہے۔اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہوجائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اٹھ جائیں۔یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کے پابندوں کو ایک ایسے شخص کا پیرو خیال کرتے ہیں جو ان کی دانست میں دراصل وہ کاذب اور مفتری ہے تو وہ اس خیال سے بہت سے فتنوں کی بنیاد ڈالتے ہیں اور وہ ضرور توہین کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔اور اس نبی کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ بولتے ہیں اور اپنے کلمات کو گالیوں کی حد تک پہنچاتے ہیں۔اور صلح کاری اور عامہ خلائق کے امن میں فتور ڈالتے ہیں۔حالانکہ یہ خیال ان کا بالکل غلط ہوتا ہے۔اور وہ اپنے گستاخانہ اقوال میں خدا کی نظر میں ظالم ہوتے ہیں۔خدا جو رحیم و کریم ہے وہ ہرگز پسند نہیں کرتا جو ایک جھوٹے کو ناحق کا فروغ دے کر اور اس کے مذہب کی جڑ جما کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالے۔اور نہ جائز رکھتا ہے کہ ایک شخص باوجود مفتری اور کذاب ہونے کے دنیا کی نظر میں سچے نبیوں کا ہم پلّہ ہوجائے۔

پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔خواہ وہ ہند میں ظاہر ہوئے، یا فارس میں، یا چین میں، یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔مگر افسوس کہ ہمارے مخالف ہم سے یہ برتاؤ نہیں کرسکتے۔اور خدا کا یہ پاک اور غیر متبدل قانون ان کو یاد نہیں کہ وہ جھوٹے نبی کو وہ برکت اور عزت نہیں دیتا جو سچے کو دیتا ہے اور جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا اور نہ عمر پاتا ہے جیسا کہ سچے کا جڑ پکڑتا اور عمر پاتا ہے۔پس ایسے عقیدہ والے لوگ جو قوموں کے نبیوں کو کاذب قرار دے کر بُرا کہتے رہتے ہیں ہمیشہ صلح کاری اور امن کے دشمن ہوتے ہیں۔کیونکہ قوموں کے بزرگوں کو گالیاں نکالنا اس سے بڑھ کر فتنہ انگیز اور کوئی بات نہیں۔بسا اوقات انسان مرنا بھی پسند کرتا ہے مگر نہیں چاہتا کہ اس کے پیشوا کو بُرا کہا جائے۔اگر ہمیں کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو تو ہمیں نہیں چاہئے کہ اس مذہب کے نبی کی عزت پر حملہ کریں۔اور نہ یہ کہ اس کو بُرے الفاظ سے یاد کریں۔بلکہ چاہئے کہ صرف اس قوم کے موجودہ دستور العمل پر اعتراض کریں'' (یعنی اگر وہ غلطیاں اُس قوم میں ہیں تو اُس قوم کی اُن غلطیوں پر اعتراض کریں، نہ کہ نبیوں پر) فرمایا ''اور یقین رکھیں کہ وہ نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کروڑہا انسانوں میں عزت پا گیا اور صدہا برسوں سے اس کی قبولیت چلی آتی ہے یہی پختہ دلیل اس کے منجانب اللہ ہونے کی ہے۔اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اس قدر عزت نہ پاتا۔مفتری کو عزت دینا اور کروڑہا بندوں میں اس کے مذہب کو پھیلانا اور زمانہ دراز تک اس کے مفتریانہ مذہب کو محفوظ رکھنا خدا کی عادت نہیں ہے۔سو جو مذہب دنیا میں پھیل جائے اور جم جائے اور عزت اور عمر پا جائے وہ اپنی اصلیت کے رُو سے ہرگز جھوٹا نہیں ہوسکتا۔پس اگر وہ تعلیم قابل اعتراض ہے تو اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ'' (آپ نے اس کی تین وجوہات بتائی ہیں کہ اگر وہ مذہب موجودہ زمانے میں قابلِ اعتراض ہوتا ہے تو اس کی تین وجوہات ہیں۔فرمایا اُس کا سبب یہ ہوگا کہ نمبر ایک) ''اس نبی کی ہدایتوں میں تحریف کی گئی ہے''۔(یعنی نبی نے جو ہدایات دی تھیں، اُن کو بدلا گیا۔نمبر دو یہ) ''اور یا یہ سبب ہوگا کہ ان ہدایتوں کی تفسیر کرنے میں غلطی ہوئی ہے''۔(اُن کی تفسیر غلط رنگ میں کی گئی۔اور تیسری بات یہ) ''اور یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود ہم اعتراض کرنے میں حق پر نہ ہوں''۔(ایک بات کی سمجھ ہی نہیں آئی اور اعتراض کردیا۔جس طرح آج کل اُٹھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کردیتے ہیں حالانکہ نہ تاریخ پڑھی، نہ واقعات پڑھے، نہ قرآن کی سمجھ آئی۔فرمایا کہ) ''چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض پادری صاحبان اپنی کم فہمی کی وجہ سے قرآن شریف کی ان باتوں پر اعتراض کردیتے ہیں جن کو توریت میں صحیح اور خدا کی تعلیم مان چکے ہیں۔سو ایسا اعتراض خود اپنی غلطی یا شتاب کاری ہوتی ہے''۔

پھر فرمایا: ''خلاصہ یہ کہ دنیا کی بھلائی اور امن اور صلح کاری اور تقویٰ اور خدا ترسی اسی اصول میں ہے کہ ہم ان نبیوں کو ہرگز کاذب قرار نہ دیں جن کی سچائی کی نسبت کروڑہا انسانوں کی صدہا برسوں سے رائے قائم ہوچکی ہو اور خدا کی تائیدیں قدیم سے ان کے شامل حال ہوں۔اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایک حق کا طالب خواہ وہ ایشیائی ہو یا یورپین، ہمارے اس اصول کو پسند کرے گا اور آہ کھینچ کر کہے گا کہ افسوس ہمارا اصول ایسا کیوں نہ ہوا''۔

ملکہ کو لکھتے ہیں کہ ''مَیں اس اصول کو اس غرض سے حضرت ملکہ معظّمہ قیصرۂ ہند و انگلستان'' (اُس وقت تو ہندوستان پر بھی ملکہ کی حکومت تھی) ''کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ امن کو دنیا میں پھیلانے والا صرف یہی ایک اصول ہے جو ہمارا اصول ہے۔اسلام فخر کرسکتا ہے کہ اس پیارے اور دلکش اصول کو خصوصیت سے اپنے ساتھ رکھتا ہے۔کیا ہمیں روا ہے کہ ہم ایسے بزرگوں کی کسر شان کریں جو خدا کے فضل نے ایک دنیا کو ان کے تابعدار کردیا اور صدہا برسوں سے بادشاہوں کی گردنیں ان کے آگے جھکتی چلی آئیں؟ کیا ہمیں روا ہے کہ ہم خدا کی

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

نسبت یہ بدظنی کریں کہ وہ جھوٹوں کو سچوں کی شان دے کر اور سچوں کی طرح کروڑ ہا لوگوں کا ان کو پیشوا بنا کر اور ان کے مذہب کو ایک لمبی عمر دے کر اور ان کے مذہب کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہتا ہے؟ اگر خدا ہی ہمیں دھوکا دے تو پھر ہم راست اور ناراست میں کیونکر فرق کر سکتے ہیں؟''

فرمایا:''یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے کہ جھوٹے نبی کی شان وشوکت اور قبولیت اور عظمت ایسی پھیلنی نہیں چاہئے جیسا کہ سچے کی۔ اور جھوٹوں کے منصوبوں میں وہ رونق پیدا نہیں ہونی چاہئے جیسا کہ سچّے کے کاروبار میں پیدا ہونی چاہئے۔ اسی لئے سچے کی اوّل علامت یہی ہے کہ خدا کی دائمی تائیدوں کا سلسلہ اس کے شامل حال ہو۔ اور خدا اس کے مذہب کے پودہ کو کروڑ ہا دلوں میں لگا دیوے اور عمر بخشے۔ پس جس نبی کے مذہب میں ہم یہ علامتیں پاویں ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی موت اور انصاف کے دن کو یاد کر کے ایسے بزرگ پیشوا کی اہانت نہ کریں۔ بلکہ سچی تعظیم اور سچی محبت کریں۔ غرض یہ وہ پہلا اصول ہے جو خدا نے ہمیں سکھلایا ہے جس کے ذریعہ سے ہم ایک بڑے اخلاقی حصہ کے وارث ہو گئے ہیں''۔ (تحفۂ قیصریہ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 258 تا 262)

آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ایسی کانفرنسیں ہونی چاہئیں جہاں مختلف مذاہب کے لوگ اپنے مذہب کے بارے میں خوبیاں بھی بیان کریں۔ (ماخوذ از خطبۂ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 30، ماخوذ از تحفۂ قیصریہ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 279)

اور اس وقت اگر دیکھا جائے، تو عملی رنگ میں اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے اور تعداد کے لحاظ سے یہ بہر حال دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ اس لئے دنیا کے دوسرے مذاہب کو بہر حال مسلمانوں کی عزت کرنی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام کا جو حق ہے وہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نہیں تو دنیا میں فساد اور بے امنی پیدا ہو گی۔

پس جب ہم دنیا کے مذاہب کا احترام و عزت کرتے ہیں، اُن کے بزرگوں اور انبیاء کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ سمجھتے ہیں تو صرف اس خوبصورت تعلیم کی وجہ سے جو قرآنِ کریم نے ہمیں دی ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی۔ مخالفینِ اسلام باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں، بیہودہ قسم کی تصویریں بھی بناتے ہیں، مگر ہم کسی مذہب کے نبی اور بزرگ کو جواب میں غلط الفاظ سے نہیں پکارتے یا اُن کا استہزاء نہیں کرتے۔ اس کے باوجود مسلمانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے کہ یہ امن برباد کرنے والے ہیں۔ پہلے خود یہ لوگ امن برباد کرنے والی حرکتیں کرتے ہیں، جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب جذبات بھڑک جائیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو مسلمان ہیں ہی تشدد پسند، اس لئے ان کے خلاف ہر طرح کی کارروائی کرو۔

جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بتایا تھا کہ مخالفینِ اسلام کو یہ سب کچھ کرنے کی جرأت اس لئے ہے کہ مسلمان ایک ہو کر نہیں رہتے لیکن ہم احمدی مسلمان جن کو خدا تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی موعود کے ہاتھ پر جمع کر دیا ہے، ہمارا بہر حال کام ہے کہ دنیا کو ہدایت کے راستے دکھائیں، امن اور سلامتی کے طریق بتائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو جو میں نے پڑھا ہے، اس کی خوب تشہیر کریں تا کہ دنیا کو حقیقی اسلامی تعلیم کا پتہ چل سکے۔ دنیا داروں کو یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہمارے دل میں اور حقیقی مسلمان کے دل میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کا اسوہ حسنہ کس قدر خوبصورت ہے اور اس میں کیا حسن ہے؟ ایک حقیقی مسلمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عشق اور محبت ہے، اس کا یہ لوگ اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کا اظہار آج سے چودہ سو سال پہلے صرف حسان بن ثابت نے ہی اپنے اس شعر میں نہیں کیا تھا کہ ؎

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

(تحفۂ غزنویہ۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 583)

یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تُو تو میری آنکھ کی پُتلی تھا آج تیرے مرنے سے میری آنکھ اندھی ہو گئی۔ اب تیرے مرنے کے بعد کوئی مرے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ میں تو تیری موت سے ہی ڈرتا تھا۔ یہ شعر آپ کی وفات پر حسانؓ بن ثابت نے کہا تھا لیکن ہم میں اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت، ایک گہری عشق و محبت پیدا کی ہے۔ ہمارے دل میں اس عشق و محبت کی جوت جگائی ہے۔ آپ ایک جگہ اس عشق و محبت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آپ کا جو بڑا لمبا عربی قصیدہ ہے، اُس کے کچھ شعر ہیں کہ:

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

قَوْمٌ رَأَوْكَ وَاُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ مِنْ ذَالِكَ الْبَدْرِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ

کہ ایک قوم نے تجھے دیکھا ہے اور ایک امت نے خبر سنی ہے، اُس بدر کی جس نے مجھے اپنا عاشق بنایا۔

یَبْکُوْنَ مِنْ ذِکْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً وَ تَأَلُّمًا مِّنْ لَوْعَةِ الْهِجْرَانِ

وہ تیرے حسن کی یاد میں بوجہ عشق کے روتے ہیں اور جدائی کی جلن کے دُکھ اُٹھانے سے بھی روتے ہیں۔

وَأَرَی الْقُلُوْبَ لَدَی الْحَنَاجِرِ کُرْبَةً وَأَرَی الْغُرُوْبَ تُسِیْلُهَا الْعَیْنَانِ

اور میں دیکھتا ہوں کہ دل بیقراری سے گلے تک آ گئے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

یہ قصیدہ بہت ساروں کو بلکہ اب تو ہمارے بچوں کو بھی یاد ہے۔ اور اس لمبے قصیدہ کا آخری شعر یہ ہے کہ:

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّةُ الطَّیَرَانِ

کہ میرا جسم تو شوقِ غالب سے تیری طرف اُڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش میرے اندر اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 590 اور 594)

پس ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے یہ سبق سکھائے گئے ہیں اور یہ دنیا دار کہتے ہیں کہ کیا فرق پڑتا ہے؟ ہلکا پھلکا مذاق ہے۔ جب اخلاق اس حد تک گر جاتے ہیں کہ اخلاق کے معیار بجائے اونچے جانے کے پستیوں کو چھونے لگیں تو تبھی دنیا کے امن بھی برباد ہوتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے، ہمارا کام ہے کہ زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس کے لئے مختصر اور بڑی جامع کتاب Life of Muhammad یا دیباچہ تفسیر القرآن کا سیرت والا حصہ ہے، اس کو ہر احمدی کو پڑھنا چاہئے۔ اس میں سیرت کے قریباً تمام پہلو بیان ہو گئے ہیں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ضروری پہلو بیان ہو گئے ہیں۔ اور پھر اپنے ذوق اور شوق اور علمی قابلیت کے لحاظ سے دوسری سیرت کی کتابیں بھی پڑھیں اور دنیا کو مختلف طریقوں سے، رابطوں سے، مضامین سے، پمفلٹ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان سے آگاہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اس اہم کام اور فریضے کو سرانجام دینے کی ہر احمدی کو توفیق عطا فرمائے اور دنیا کو عقل عطا فرمائے کہ اس کا ایک عقلمند طبقہ خود اس قسم کے بیہودہ اور ظالمانہ مذاق کرنے والوں یا دشمنیوں کا اظہار کرنے والوں کا ردّ کرے تا کہ دنیا بدامنی سے بھی بچ سکے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی بچ سکے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اس وقت جمعہ کی نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ پڑھاؤں گا، جنازہ حاضر ہے۔ یہ جنازہ مکرم مولانا نصر اللہ خان ناصر صاحب کا ہے جو مربی سلسلہ تھے۔ ان کو دل کی پرانی تکلیف تھی۔ 23/ستمبر کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی ہے۔ 72 سال ان کی عمر تھی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آج کل یہیں یوکے میں رہتے تھے۔ چوہدری مہر اللہ دتہ صاحب گجرات کے بیٹے تھے۔ ان کے والد صاحب نے 1918ء میں اپنے گاؤں سے پیدل سیالکوٹ جا کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحوم نصر اللہ خان ناصر صاحب نے 1960ء میں زندگی وقف کی۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا۔ دورانِ تعلیم آپ نے اپنا پہلا مضمون اس عنوان سے لکھا کہ ''خلیفہ ہرگز معزول نہیں ہو سکتا'' جو الفضل ربوہ میں شائع بھی ہوا۔ آپ کا علمی ذوق کافی تھا جس کی وجہ سے آپ کو جامعہ کے رسالہ مجلۃ الجامعۃ کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ آپ کو مضامین لکھنے کا بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔ جماعتی رسائل میں، اخباروں میں مضامین لکھا کرتے تھے۔ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد 1983ء تک پاکستان کی مختلف جماعتوں میں بطور مربی سلسلہ خدمات انجام دیتے رہے۔ مرکز میں اصلاح و ارشاد مقامی کے دفتر میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 1994ء سے 2004ء تک ماہنامہ انصار اللہ کے ایڈیٹر رہے۔ اس وجہ سے ان پر بہت سارے مقدمات بھی قائم ہوئے۔ ان مقدمات کی وجہ سے آپ کو پیروی کے لئے ربوہ سے کراچی، سندھ اور ملک کے دوسرے شہروں میں جانا پڑتا تھا۔ بعض دفعہ بڑی جلدی جلدی تاریخیں ملتی تھیں لیکن یہ بڑی ہمت سے باوجود بیماری کے اور عمر کے جایا کرتے تھے۔ بڑی بہادری سے انہوں نے ان مقدمات کا سامنا کیا ہے۔ بعض دفعہ عدالتوں میں حالات خراب ہو جاتے تھے، بڑی مایوسی کی کیفیت ہوتی تھی، بعض دفعہ دشمن بڑا سرگرم ہوتا تھا لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمت دی اور جو مقدمات بنے ان میں ہمیشہ پیش ہوتے رہے۔ ان کو دارالقضاء میں بطور نمائندہ برائے عائلی معاملات کے بھی خدمت انجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ نے ایک کتاب ''اصحاب صدق وصفا'' بھی لکھی اور اس میں تین سو تیرہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ ان کی تاریخ تھی یا اُن کے بارے میں تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری کتب آپ کی تصنیف ہیں۔ انتہائی دعا گو تھے۔ نیک، سادہ، متوکل مزاج اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہمت بلند تھی۔ دھیمی طبیعت کے مالک تھے اور بڑے باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا، ان کا نماز جنازہ یہاں حاضر ہے۔ ابھی نماز جمعہ کے بعد مَیں باہر جا کر ادا کروں گا، احباب یہیں مسجد کے اندر ہی صفیں درست کر لیں۔

✿✿✿

انٹرویو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع صدسالہ جوبلی ۲۰۰۸

خلفاء سے گہرا تعلق۔ابتدائی تعلیم وتربیت، غانا میں خدمات۔اسیری روزمرہ معمولات نوجوانوں اور عہدیداروں کو ہدایات، عالمی امور پر حضور کی گہری نظر اور مشورے

مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کی دیرینہ خواہش تھی کہ جس طرح صدسالہ جوبلی کے موقعہ پر 1989ء میں مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا تاریخی انٹرویو لینے کی سعادت حاصل ہوئی تھی، اسی طرح خلافت جوبلی کے موقعہ پر بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تاریخی انٹرویو کی سعادت حاصل کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس خدام الاحمدیہ کی درخواست کو منظور فرمایا اور اس انٹرویو کیلئے اپنا نہایت قیمتی وقت عطا فرمایا۔ چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کو دو نشستوں میں حضور کے تاریخی انٹرویو کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلی نشست 08رجنوری 2008ء کو ہوئی جس کا دورانیہ ایک گھنٹہ سے زائد پر مشتمل تھا اور اس میں پچیس سوالات حضور کی خدمت اقدس میں پیش کئے گئے۔ دوسری نشست 08رفروری 2008ء کو ہوئی جس کا دورانیہ دو گھنٹے کے قریب تھا۔ ہر دو نشستوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بچپن، خاندانی حالات اور جماعتی خدمات کے حوالہ سے مختلف ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

اس تاریخی انٹرویو کیلئے محترم صاحبزادہ مرزا فخر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے ساتھ محترم طارق احمد بی ٹی صاحب، محترم ٹامی کالون صاحب اور محترم ندیم الرحمن صاحب انٹرویو پینل میں شامل تھے۔ اس موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے مکرم طارق چوہدری صاحب نے فوٹوگرافی کی جبکہ ان قیمتی اور تاریخی لمحات کی ریکارڈنگ کی سعادت ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے کارکن مکرم خالد کرامت صاحب نے پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ تاریخی انٹرویو انگریزی اور اردو ہر دو زبانوں میں مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے رسالہ "طارق" کے خلافت جوبلی نمبر 2008ء میں شائع ہو چکا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ تاریخی انٹرویو اردو اور انگریزی زبانوں میں حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں نظر ثانی کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

انٹرویو حضور انور قسط 2 (آخری)
۸رفروری ۲۰۰۸ء

صدر صاحب: حضور کو احمدیت کی خاطر اسیر ہونے کی بھی سعادت عطا ہوئی۔ کیا حضور ہمیں (اپنی اسیری کے) حالات و وجوہات کے متعلق آگاہ فرمائیں گے؟

حضور: آپ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مجھے قید کیوں کیا گیا اور یہ معاملہ کیا تھا؟ اصل معاملہ ہمارے شہر یا قصبہ ربوہ کے نام کی تبدیلی کا تھا۔ مولویوں کے مطالبہ پر پنجاب اسمبلی میں ربوہ کے نام کی تبدیلی کا معاملہ زیر بحث لایا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ ربوہ نام مسلمانوں کیلئے مخصوص ہے کیونکہ یہ لفظ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ربوہ کا مطلب ہے اونچی جگہ۔ بہرحال وہ اس نام کی تبدیلی چاہتے تھے پہلے انہوں نے صدیق آباد نام تجویز کیا مگر بعد میں انہیں خیال آیا کہ اس نام میں بھی اسلامی رنگ پایا جاتا ہے۔ آخر کار وہ چناب نگر کے نام پر متفق ہوئے۔ پنجاب اسمبلی نے یہ قرارداد پاس کی کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا جائے اور کسی کو آئندہ اسے ربوہ کہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ربوہ کی مین شاہراہ پر کچھ سائن بورڈ لگے ہوئے تھے جن پر اس شہر کا نام ربوہ لکھا ہوا تھا۔ حکومت یا ٹاؤن کمیٹی کے اہلکاروں نے یا پولیس میں سے کسی نے ربوہ نام کے ان سائن بورڈز پر سفیدی پھیر دی تھی۔ کسی شخص نے ان سائن بورڈ پر جو یہ سفیدی پھیری گئی تھی اسے دھو دیا۔ ان دنوں یہ معاملہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان خاصی کشیدگی کا باعث بن گیا تھا۔ پھر ایک معاملہ یہ بھی اٹھایا گیا کہ ربوہ کے بس سٹینڈ کے سامنے لکھی ہوئی کچھ قرآنی آیات، مجھے اسوقت پوری طرح یاد نہیں کہ قرآنی آیات تھیں یا عربی زبان میں کچھ الفاظ لکھے ہوئے تھے، بہرحال کسی شخص نے، جس کا مجھے علم نہیں کہ وہ کون تھا، اس پر یا تو پینٹ کر دیا یا پینٹ پھینک دیا۔ ایک شرارتی مولوی نے یہ آواز اٹھائی کہ مرزا مسرور احمد اور صدر عمومی کرنل ایاز احمد خان صاحب اور دو دیگر افراد نے یہ کام کیا ہے۔ چنانچہ ہمارے خلاف ربوہ کے پولیس سٹیشن میں مقدمہ درج کرا دیا گیا۔ مخالفین اس کیس میں دفعہ C-295 کے تحت کاروائی کرنا چاہتے تھے۔ اور اس دفعہ کے تحت حتمی سزا موت ہوسکتی ہے یعنی پھانسی کی سزا دی جاسکتی تھی۔

اس بات کے پیشِ نظر ہماری ربوہ کی انتظامیہ یعنی صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس F.I.R کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ اسوقت میں عدالت کے سامنے پیش ہوا۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ کیس واپس سیشن کورٹ بھیج دیا جائے جہاں یا تو ضمانت منظور کی جائیگی یا آپ کے کیس کی سماعت ہوگی۔ چنانچہ پہلے یہ کیس جھنگ کی سیشن کورٹ میں اور پھر چنیوٹ منتقل کر دیا گیا جہاں ہماری چار یا پانچ دفعہ پیشی ہوئی۔ ہمارے حق میں بہت سی شہادتوں اور دلائل کے باوجود جج نے ہمیں مجرم قرار دے کر جیل بھجوانے کا فیصلہ دے دیا۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ عدالت میں پولیس نہیں ہوتی مگر چونکہ پہلے سے یہ امر طے شدہ تھا اس لئے فیصلے سے پہلے ہی پولیس نے ہمیں گھیرا ہوا تھا۔ ہمیں پتہ تھا کہ کیا ہونے جا رہا ہے۔ ہمارے دو ساتھی ماسٹر محمد حسین صاحب اور ایک لڑکا اکبر بھی ملزم قرار دیئے گئے تھے چنانچہ پولیس انسپکٹر نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو ہتھکڑیاں لگا دیں۔ میں نے یہ دیکھا تو میں نے اپنے ہاتھ بھی آگے کر دیئے کہ ٹھیک ہے پھر مجھے بھی ہتھکڑی لگاؤ میں نے دیکھا کہ وہ انسپکٹر بہت گھبرایا ہوا اور شرمندہ تھا۔ کہنے لگا نہیں نہیں ہمیں صرف ان دونوں کو ہتھکڑی لگانے کو کہا گیا ہے آپ کو نہیں۔ ہم آپ کو صرف ان دونوں کے ساتھ پولیس سٹیشن لے جائیں گے۔ چنانچہ وہ ہمیں پولیس سٹیشن لے گئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا مسجد اقصیٰ میں جمعہ پڑھانے والے امام صاحب نے ہمارے خلاف ہونے والے کیس کا ذکر کر دیا اور یہ بھی کہ ہمیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ جمعہ کے بعد قریباً سارا ربوہ پولیس سٹیشن کے باہر جمع ہو گیا۔ پولیس سٹیشن کے ہر طرف مرد، عورتیں اور بچے کھڑے نظر آتے تھے۔ ہمیں ایک رات ربوہ کے پولیس سٹیشن میں رکھا گیا اور پھر اگلے دن جھنگ لے جایا گیا۔ اصل کہانی یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

ہمیں جھنگ جیل لے جایا گیا اور جیل اہلکار ہمیں بیرکس کی طرف لے گئے۔ جب ہم اندر گئے تو وہاں دیکھا کہ بہت سے لوگ تھے جو مختلف جرائم کی وجہ سے وہاں رکھے گئے تھے۔ ان میں سے کئی ایسے بھی تھے جو دفعہ 302 میں گرفتار ہوئے تھے یعنی قتل میں ملوث ہونے کی وجہ سے وہاں جیل میں ڈالے گئے تھے۔ اسی طرح لشکر طیبہ والے بھی تھے۔ ہم اپنے حلیوں اور چہروں سے ان سے مشابہت نہیں رکھتے تھے اور ان جیسے نہیں لگتے تھے۔ ہم نے پینٹ شرٹ اور ویسٹ کوٹ وغیرہ پہنے ہوئے تھے۔ اس لئے ہم انہیں بہت معزز دکھائی دیئے۔ جب انہوں نے ہمیں اندر داخل ہوتے دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید حکومت یا انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ نے ہمیں ان سے تفتیش کرنے یا ان سے معلومات حاصل کرنے کیلئے بھیجا ہے جس وجہ سے وہ کافی گھبرا گئے۔ لیکن بعد میں جب ان قیدیوں کو معلوم ہوا کہ ہم احمدی ہیں اور ہمارے خلاف کیس کی تفصیلات کا انہیں علم ہوا تو ان میں سے بعض نے ہمارے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کیا اور ان میں سے بعض جو کہ لشکر طیبہ سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے سوچنا شروع کیا کہ ان چار احمدیوں کے خلاف کیا کیا جائے۔

جیل کی جس بیرک میں ہمیں بھیجا گیا تھا وہ میرا خیال ہے کہ صرف چالیس افراد کیلئے تھی لیکن اس میں 200 کے قریب افراد رکھے گئے تھے۔ لہٰذا وہاں بیٹھنے کیلئے بھی جگہ تلاش کرنا مشکل تھا۔ ایک شخص نے ہمیں اپنی دری دی کہ آپ یہاں بیٹھ جائیں۔ ہم کچھ دیر وہاں بیٹھے اور دوپہر کا کھانا وہیں کھایا۔ شام کو ہمیں احساس ہوگیا کہ ہمیں رات یہیں گزارنی پڑے گی۔ وہاں سونا ویسے ہی محال تھا چنانچہ ہم نے آپس میں مشورہ کیا اور صدر عمومی کرنل ایاز محمود خان صاحب نے کہا کہ مجھے جیلر سے بات کرنے دیں کہ ہم انکے ساتھ نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ وہ لوگ منصوبہ بندی کر چکے ہیں کہ رات کو ہمیں نقصان پہنچائیں گے۔ وہ اس حد تک بھی جاسکتے تھے کہ ہمیں جان سے ہی مار دیں۔

پاکستانی جیلوں میں اگرچہ اسلحہ وغیرہ لے جانے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن ہمیں وہاں جا کر معلوم ہوا کہ جیل کے اندر کس طرح چاقو بنائے جاسکتے ہیں اور چمچ کے دستے کو رگڑ کر تیز دھار والے چاقو کی شکل دیدی جاتی ہے۔ شام چھ بجے کے قریب سپرنٹنڈنٹ جیل اس بات کو سمجھ گیا کہ اگر رات کو انہیں یہاں رکھا گیا تو نیا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ انہوں نے یہ انتظام کیا کہ ہم اِسی بیرک میں رہیں لیکن دوسرے لوگوں کو وہاں سے نکال کر کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے۔ اس بات پر دوسرے لوگ ہم سے بہت ناراض ہوئے۔ وہ جھنگ کے مضافات اور ضلع کی مختلف جگہوں سے تعلق رکھنے والے دیہاتی لوگ تھے۔ سب کے سب ان پڑھ اور جرائم پیشہ لوگ تھے۔ ہم نے چند گھنٹے ان جرائم پیشہ لوگوں میں گزارے۔ ان میں سے بعض نے بتایا کہ اس نے تین قتل کئے ہوئے ہیں اور بعض نے بتایا کہ اس نے اپنی بہن کا قتل کیا تھا اور بعض ان میں سے ڈکیتی اور دیگر جرائم میں ملوث تھے۔

بہرحال یہ ان لوگوں کے درمیان گزارے ہوئے چند گھنٹے ایک اچھا تجربہ تھا۔اس دوران ہی ہمیں معلوم ہوا کہ وہ کس طرح چاقو تیار کرتے ہیں اور کس طرح جیل میں لڑائیاں کرتے ہیں۔ہم نے اخبارات میں ایک دفعہ یہ خبر پڑھی کہ جیل کے اندر دو گروپوں کے درمیان ہونے والی لڑائی میں دو پارٹیوں کے کئی افراد قتل کردیئے گئے۔اس وقت یہ سمجھنا مشکل تھا کہ جیل کے اندر ایسا کرنا کس طرح ممکن ہے مگر اب وہاں جانے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے اور کس طرح وہاں تیز دھار چاقو تیار کئے جاتے ہیں۔

ہم نے ایک رات وہاں گزاری۔ اگلے دن انہوں نے ہمیں پانی اور صاف ستھری ٹائیلٹ کی سہولت فراہم کردی۔ اگرچہ وہ ویسی نہیں تھی جیسی آپ یہاں دیکھتے ہیں مگر اُس سے بہرحال بہتر حالت میں تھی جیسی با لعموم پاکستان کی جیلوں میں ہوتی ہیں۔ ہم نے کچھ راتیں تقریباً دس دن وہاں گزارے۔ جماعت کے لوگوں کو اس بارہ میں تشویش اور فکرمندی تھی۔ سات آٹھ دنوں کے بعد میں جان لیا کہ یہ کیس لمبا چلے گا۔ 295-C ایسی دفعہ تھی کہ اگر اس کی ضمانت کروا بھی لی جاتی تو کوئی اور دفعہ لگا کر کیس بنا دیا جاتا یعنی اگر یہ دفعہ ہٹا بھی دی جاتی تو کوئی اور دفعہ لگا دی جاتی۔غیر احمدی ملاں کو پورا یقین تھا کہ اس دفعہ اِس شخص کو یونہی نہیں جانے دیا جائے گا۔چنانچہ سات آٹھ دنوں کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو لکھ دیا کہ میرا خیال ہے کہ اس کیس کو کچھ وقت لگے گا۔اس لئے مناسب ہے کہ کسی اور کو ناظر اعلیٰ مقرر کردیا جائے تا کہ وہ انجمن کے معاملات کو بغیر کسی رکاوٹ کے چلاتا رہے۔حضورؒ نے جواب بھجوایا کہ ناظر اعلیٰ آپ ہی رہیں گے۔یہاں میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ جیل کے افسران نے ہمارے ساتھ فراخ دلانہ سلوک روا رکھا اور مجھے اس بات کی اجازت دے دی کہ میں چیک وغیرہ سائن کرسکوں۔ دیگر ذمہ داریاں قائم مقام ناظر اعلیٰ جن کو میں نے مقرر کیا تھا ادا کرتے رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے یہ جواب ملنے کے بعد میں سمجھ گیا کہ اللہ کے فضل سے اب یہ کیس لمبا نہیں چلے گا اور اسکا فیصلہ جلد ہوجائے گا۔جیل میں بعض ساتھیوں نے کچھ خوابیں بھی دیکھی تھیں جن کی میں نے یہ تعبیر کی کہ ہم جلد قید سے رہا کردیئے جائیں گے۔گیارہ دن کے بعد ہم میں سے دو کو رہا کردیا گیا۔ باقی دو کو بھی اگلے دن چھوڑ دیا گیا۔ کیس تیار کرنے والے مجسٹریٹ نے اس کیس کو اس طرح تیار کیا کہ اس میں جرم کی شدت کو خوب اچھی طرح بیان کیا گیا تھا۔اور آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ وہ مجسٹریٹ میرا دوست تھا یا کم ازکم میرا دوست ہونے کا اظہار کرتا تھا۔میں اسے اچھی طرح جانتا تھا۔اسے یہ اندازا نہیں تھا کہ کیس کی سنگینی اس حد تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ جب اس نے ہمیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھا تو اس نے ایک اور رپورٹ تیار کی کہ اسے کچھ اور شواہد اور اشارے ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مجرم نہیں ہیں۔لیکن حکام ملاں سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ انہوں نے مولویوں کو پتہ نہیں لگنے دیا کہ وہ اس کیس کو ختم کرنے جارہے ہیں اور انہوں نے ایسا کردیا۔ ملاں یہی سمجھتا رہا کہ ہمارے خلاف کیس چل رہا ہے۔

تو یہ ہے ان سارے واقعات کا مختصر تذکرہ۔ میرے جیل کے ایک ساتھی نے ان دنوں کی مکمل رپورٹ لکھی تھی کہ جیل میں ہمارے شب وروز کس طرح گزرتے رہے۔ اسکی ایک کاپی یہاں بھی ہے جو پرائیویٹ سیکریٹری صاحب کو دی گئی تھی۔ یہ بھی ایک دلچسپ روئداد ہے۔

صدر صاحب: ان دنوں قائم مقام ناظر اعلیٰ کون تھے؟

حضور: مرزا خورشید احمد صاحب تھے۔

ندیم الرحمن: مجلس انصاراللہ میں ذمہ داریوں کے متعلق حضور ہمیں کچھ بتائیں گے؟

حضور: پہلے تو میں قائد وقف جدید رہا پھر قائد تعلیم القرآن۔مگر آپ کا تعلق تو خدام الاحمدیہ سے ہے آپ انصاراللہ کے متعلق کیوں دریافت کررہے ہیں؟

ٹومی: کیا میں حضور سے افریقہ میں گزارے ہوئے دنوں کے متعلق کچھ پوچھ سکتا ہوں یعنی یہ کہ حضور وہاں کن چیزوں سے لطف اندوز ہوتے رہے اور یہ کہ حضور افریقن لوگوں کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

حضور: میں نے وہاں اپنے قیام کو کافی Enjoy کیا۔ جب میں وہاں گیا تھا اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ میں ایک ایسی جگہ جارہا ہوں جہاں بجلی، گیس اور پانی نہیں ہے۔سکول کے پرنسپل مجھے کماسی سے اپنے ساتھ سلاگا لے گئے۔ جو غانا کے شمالی علاقہ میں ایک دور دراز قصبہ ہے۔یہاں ہماری رہائش ایک بہت چھوٹے سے مکان میں تھی۔دو کمرے تھے اور سامنے تین چار فٹ کا برآمدہ تھا۔ اور ایک طرف کچن اور ٹائلٹ باتھ تھا۔وہاں ایک کمرے میں میں رہتا تھا اور ایک کمرے میں وہ اپنی فیملی کے ساتھ رہتے تھے۔اس طرح رہنا بہت مشکل تھا اور آپ کو پتہ ہے کہ ایک احمدی کیلئے کتنی مشکل ہوسکتی ہے جہاں ساتھ ہی ایک فیملی بھی رہتی ہو۔ٹائلٹ جانا ہو یا کسی اور جگہ جانا ہو اس کیلئے پہلے اعلان کرنا پڑتا تھا کہ میں باہر آرہا ہوں یا فلاں جگہ جانا چاہتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔یعنی اپنی ہر حرکت کے بارہ میں پہلے سے آگاہ کرنا پڑتا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ میں چند ماہ انکے ساتھ وہاں قیام پذیر رہا۔پھر میں نے الگ گھر میں رہائش رکھ لی۔ایک سال تک اپنی فیملی کے بغیر اکیلا رہا۔سلاگا سے ستر میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر ٹمالے تھا۔اُن دنوں ہم سکول کیلئے ایک نئے بلاک کی تعمیر کررہے تھے اور عمارتی سامان خریدنے ہم ٹمالے جایا کرتے تھے بلکہ گھر کی اشیاء اور کھانے پینے کی چیزیں خریدنے کیلئے بھی ہم وہاں جاتے تھے۔ ستر میل دور واقع ٹمالے جانے کیلئے ٹرانسپورٹ کی کوئی اچھی سہولت موجود نہیں تھی گورنمنٹ کی صرف ایک بس تھی جو ٹمالے جایا کرتی تھی۔ایک صبح کے وقت جاتی اور دوسری شام کو جایا کرتی تھی۔ہم اس سفر سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔پتہ نہیں ہوتا تھا کہ کب بس خراب ہوجائے گی۔سب سے پہلے میں نے ٹمالے میں رہنے والے مبلغین سے ہی چپاتی بنانا سیکھی تھی۔عام طور پر میں ناشتہ بریڈ اور انڈے سے کرتا تھا۔ دوپہر کا کھانا نہیں ہوتا تھا۔قریباً چار بجے سکول بند ہونے کے بعد میں شام کا کھانا تیار کرتا تھا۔یام یا اسی قسم کے کسی سالن کے ساتھ کچھ چپاتیاں بناتا تھا۔شروع کے ان دنوں میں میرا 25 پاؤنڈ وزن کم ہوگیا تھا جو کچھ دیر بعد ٹھیک ہوگیا تھا۔تو یہ ایک Adventure تھا جسے میں نے Enjoy کیا۔

ان دنوں ایک اور ایڈونچر بھی ہوا۔ جیسے میں نے ذکر کیا ہے کہ صرف ایک ہی بس ہوا کرتی تھی جو ٹمالے اور سلاگا کے درمیان چلتی تھی بلکہ سلاگا سے سولہ سترہ میل آگے جہاں سڑک ختم ہوجاتی تھی وہاں تک یہ بس جاتی تھی۔یہاں سے ولٹا ریجن شروع ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں اور ہمارے مبلغ رزاق بٹ صاحب ٹمالے جارہے تھے۔رزاق صاحب آتے رہتے تھے اور دو دن میرے ساتھ ٹھہرا کرتے تھے اور بچوں کو اسلامیات پڑھایا کرتے تھے۔بہرحال یہ بس جب Lake سے ٹمالے کیلئے روانہ ہوکر سلاگا پہنچتی تو اس میں کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہیں ملتی تھی۔اس لئے ہم ایسے کرتے تھے کہ ٹمالے سے آنے والی بس جب سلاگا پہنچتی تو اسمیں سوار ہوکر 17 میل کے فاصلے پر بس کے آخری سٹاپ تک جاتے جہاں سے بس میں بیٹھنے کی جگہ مل جاتی تھی کیونکہ وہاں بس خالی ہوجایا کرتی تھی اور آرام سے بیٹھنے کی جگہ مل جاتی تھی۔لیکن اس طرح ہمیں بس میں سیٹ حاصل کرنے کیلئے مجموعی طور پر 34 میل کا زائد سفر کرنا پڑتا تھا۔

ایک دن یوں ہوا کہ بس کا جہاں آخری سٹاپ تھا وہاں جاکر بس خراب ہوگئی۔ یہ شام کا وقت تھا۔اس وقت میں عمارتی سامان خریدنے جارہا تھا۔سکول کی تعمیر کے سلسلہ میں وہاں سارے کام ہمیں خود ہی کرنے پڑتے تھے۔بلڈر بھی ہم ہی تھے اور کنٹریکٹر بھی ہم خود تھے۔سب کچھ ہم ہی ہوا کرتے تھے۔لہٰذا میرے بریف کیس میں کافی بڑی رقم موجود تھی اور رات ہورہی تھی اس لئے ڈر تھا اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ یہ خوف تھا کہ کہیں کوئی یہ بریف کیس چھین کر نہ بھاگ جائے۔ آٹھ، نو اور پھر رات کے دس بج گئے لیکن بس کی مرمت کا کام مکمل نہ ہوسکا۔آخر انہوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے ایک ٹرک ڈرائیور کے ذریعہ جو کہ ٹمالے جارہا تھا وہاں پیغام بھجوایا ہے اس لئے جلد ہی دوسری بس آجائیگی۔ یہ جلد ہی آٹھ گھنٹے طویل تھا۔چنانچہ ساری رات ہمیں وہاں گزارنی پڑی۔ مجھے ایک بینچ نظر آیا جس پر میں بیٹھ گیا اور بریف کیس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔اگر کوئی شخص بریف کیس چھیننے کی کوشش کرے تو اگر میں سو جاؤں تو جھٹکے سے میری آنکھ کھل جائے۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آدھی رات آپ سولیں اور آدھی رات میں سولوں گا تا کہ ہم بریف کیس کی حفاظت کرسکیں۔ اگلی صبح 4 بجے کے قریب بس آگئی اور اس طرح ہم ٹمالے پہنچے۔

ایک دفعہ سفر کے دوران راستہ میں ہی یہ بس خراب ہوگئی۔ہمیں کوئی متبادل ذریعہ سفر نہ مل سکا تو ہم نے سامان سے لدے ہوئے ایک ٹرک پر بیٹھ کر 70 میل کا فاصلہ طے کیا۔اس طرح کے کئی مواقع ملے جنہیں میں نے Enjoy کیا۔

جب ہم وہاں زرعی فارم چلا رہے تھے تو میں کئی دنوں تک روزانہ اپنی رہائش سے فارم تک قریباً 35 میل کا فاصلہ ٹریکٹر پر طے کیا کرتا تھا۔کبھی میں خود ٹریکٹر چلا کر جایا کرتا تھا اور کبھی ٹریکٹر کے مڈگارڈ پر بیٹھ کر جاتا تھا۔جتنی دیر وہاں پہنچنے میں لگتی تھی اس وقت تک آدمی اتنا تھک چکا ہوتا تھا کہ وہاں پہنچ کر کام کرنا مشکل ہوجاتا تھا۔ پھر میں نے رات وہاں فارم پر گزارنی شروع کردی۔ وہاں رہائش کیلئے کوئی مکان تو بنا ہوا نہیں تھا بلکہ ایک کمرہ بھی نہیں تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا ہم وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ رات کو قیام کرتے تھے۔جھونپڑی نما کمرے ہوا کرتے تھے (ٹومی کی طرف دیکھتے ہوئے) تمہیں تو پتہ ہی ہوگا۔کیا تمہیں کبھی گاؤں میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے؟

وہ اپنے جھونپڑی نما گھر کے فرش پر دری بچھا دیتے ہیں اور اسی پر سویا جاتا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ تمہیں اس قسم کا تجربہ ہے یا نہیں مگر مجھے اس کا خوب تجربہ ہے۔

ٹومی: مجھے فرش پر سونے کا اتفاق تو نہیں ہوا لیکن باقی سب تجربات سے گزرا ہوں۔

حضور: میں نے تو کئی راتیں جنگل میں بھی گزاری ہیں۔ رات کو جب آنکھ کھلتی تو میں اپنے ارد گرد نظر دوڑا کر دیکھتا تھا کہ کہیں کوئی بچھو یا سانپ تو نہیں ہے کیونکہ اس علاقہ میں بہت سے سانپ اور بچھو

Tanveer Akhtar 08010090714

Rahmat Eilahi 09990492230

ADEEBA APPAREL'S

Contact for all types Manufacturing of

SUITS & SHERWANI

House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

پائے جاتے تھے۔

ٹومی: حضور کیا آپ ہمیں افریقہ میں گندم کی کاشت کے اپنے کامیاب تجربہ کے متعلق کچھ بتائیں گے؟

حضور: زرعی ماہرین کی رائے تھی کہ وہاں غانا میں گندم نہیں اگائی جاسکتی۔ آپ جانتے ہیں کہ وہاں ہماتان سیزن ہوتا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ہماتان کے دوران درجہ حرارت گر جاتا ہے اس لئے گندم اگائی جاسکتی ہے۔ مگر کس طرح؟ کیونکہ وہاں پانی نہیں تھا۔ اس لئے میں نے تجویز کیا کہ غانا میں ایک بڑا دریا ہے جسے وولٹا دریا کہتے ہیں، ایک سفید وولٹا کہلاتا ہے اور دوسرے کو سرخ وولٹا کہتے ہیں۔ یہ دریا بُرکینا فاسو سے آتے اور غانا میں سے گزرتے ہوئے سمندر میں گرتے ہیں۔ میری رائے تھی کہ اگر ہمیں پانی یا آبپاشی کی سہولتیں مل جائیں تو وہاں گندم کاشت کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ میرے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ نائیجیریا کے جس علاقہ میں آبپاشی کی سہولت موجود ہے وہاں گندم کاشت کی جارہی ہے۔ خوش قسمتی سے ہمیں ایک پانی کا پمپ اور چھڑکاؤ کرنے والے آلات بھی میسر آگئے۔ اگرچہ اسکے ذریعے صرف ایک مختصر سی جگہ کو پانی دیا جاسکتا تھا جس کا رقبہ چند ایکڑ کے قریب تھا لیکن یہ کم از کم میرے تجربہ کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ میں نے نائیجیریا سے اپنے ایک دوست کو گندم کے بیج بھجوانے کو کہا اور اس طرح گندم کی کاشت کا تجربہ شروع کردیا۔ گندم اگانے کا یہ تجربہ خاصا کامیاب رہا۔ ہم فصل کو sprinklers کے ذریعہ پانی دیا کرتے تھے۔ یہ پانی دریائے وولٹا سے آتا تھا اور اگرچہ میں نے اعداد و شمار کے ذریعہ تو نہیں دیکھا کہ صنعتی طور پر آیا یہ کاشت کاری قابل عمل ہے کہ نہیں۔ مگر تجربہ کی حد تک یہ ایک نمایاں کامیابی تھی اور اب تک امیر صاحب غانا مکرم وہاب آدم صاحب نے وہاں کاشت کی جانے والی گندم کا نمونہ ایک جار میں ڈالکر جماعت غانا کے Exhibition hall میں رکھا ہوا ہے اور کچھ گندم کی مقدار دوبارہ کاشت کیلئے بھی رکھی ہوئی ہے جو ابھی تک بہت اچھے طور پر محفوظ ہے۔ میں نے اس کام پر دو سال صرف کئے تھے مگر بعد میں آبپاشی کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اسے جاری نہیں رکھا جاسکا۔

طارق بی ٹی: حضور خلافت خامسہ کا جب انتخاب ہوا اور خلیفۃ المسیح کیلئے حضور کا جب نام پیش ہوا تو اس وقت حضور کی Feelings کیا تھیں؟

حضور: جب میرے نام کا اعلان ہوا تو میرا تأثر یہ تھا اور میں یہ دعا کررہا تھا کہ حاضرین میں سے کوئی میرے لئے نہ کھڑا ہو۔ بلکہ پہلی دفعہ جب گنتی میں کوئی غلطی لگی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو جو ہاتھ کھڑے تھے مجھے یہی لگ رہا تھا کہ بہت تھوڑے سے ہاتھ ہیں۔ تو میں نے کہا شکر ہے، چند ایک ہی ہاتھ کھڑے ہوئے ہیں کوئی اور نامزد ہوجائے گا۔ چونکہ پہلی دفعہ گنتی میں غلطی ہوگئی تھی اس لئے دوسری دفعہ پھر انہوں نے ہاتھ کھڑے کروائے تو میں نے دیکھا تو کہا کہ ہیں تو کافی لیکن ابھی بھی کافی ہاتھ باقی ہیں جو کسی اور کے حق میں کھڑے ہونگے۔ لیکن جب انہوں نے فائنل Announcement کی تو میں پوری طرح کانپ اٹھا۔ بلکہ میں نے اسی مجلس میں کہیں یہ کہا ہوا ہے کہ اب تو کوئی جائے مفر نہیں اور Excuse نہیں کرسکتے، اس سے دوڑ نہیں سکتے۔ قواعد اجازت نہیں دیتے نہیں تو میں شاید اس کو چھوڑ دیتا۔

تأثرات کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ آپ کا خیال ہے کہ مجھے اس کی کوئی امید تھی؟

طارق بی ٹی: نہیں حضور اس طرف تو نہیں، مگر وہاں پہلے آپ کا نام پیش ہوا اور پھر انتخاب ہوا۔

حضور: یہی تو میں بتارہا ہوں، میرا تو نام جب صدر خدام الاحمدیہ کیلئے پیش ہوتا رہا، دو دفعہ پیش ہوا، میں تو وہاں بھی دعا کرتا رہا ہوں کہ نہ بنوں۔

طارق بی ٹی: انتخاب خلافت سے پہلے کے چند دنوں میں حضور کی ترجیحات کیا تھیں؟

حضور: ترجیحات یہی تھیں کہ بطور ناظر اعلیٰ ساری انتظامی ذمہ داریاں میرے سپرد تھیں، جماعت کے سارے معاملات چلانے کا ایک بوجھ تھا۔ انجمن کے ممبران کی یہاں بار بار میٹنگز ہوتی تھیں کہ کیا کیا طریق کار اختیار کرنا ہے، کس طرح ہوگا؟ کیا ہوگا؟ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تدفین کا معاملہ تھا، وہ کہاں ہوگی؟ کیا کرنا ہے؟ یہ سارے مسائل تھے۔ پھر جنازہ کب ہوگا؟ انتخاب کب ہوگا؟ یہ سارے مسائل طے کرنے تھے۔ مجھے ان کی وفات کی اطلاع پاکستانی وقت کے مطابق دوپہر دو بجے ملی تھی اور خوش قسمتی سے ہمیں اسی رات سیٹ مل گئی۔ تو میں اگلے دن یہاں کے مقامی وقت کے مطابق دوپہر دو بجے یہاں پہنچ گیا تھا۔

ٹومی: حضور خلیفہ منتخب ہونے کے بعد عملی طور پر حضور کی زندگی میں کیا تبدیلی آئی؟

حضور: میری زندگی کا معمول بالکل مختلف ہوا کرتا تھا۔ میں عملی طور پر ایک ایسا آدمی تھا جس کیلئے دفتر میں مسلسل دو گھنٹے بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ تقریباً ہر دو گھنٹے بعد دفتر سے اٹھ کر راؤنڈ لگاتا اور مختلف دفاتر کو Visit کیا کرتا تھا۔ پھر واپس آکر دفتر بیٹھتا تھا۔ یہاں تک کہ ناظر اعلیٰ کی ذمہ داری ملنے کے بعد بھی میرا یہی دستور رہا، یہ ایک انتظامی عہدہ تھا۔ چنانچہ دفتر میں چھ سات گھنٹے گزارنے کے بعد میں اپنے فارم پر چلا جاتا تھا اور کچھ وقت وہاں گزارتا، اس دوران وہاں ایسے کام کیا کرتا تھا جس میں ذہنی بوجھ نہ ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے مشقت والا کام ہوتا تھا۔ بہرحال کہا جاسکتا ہے کہ خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد میرے معمولات میں ایک U-turn آگیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ مجھ سے کیسے ہوگیا؟ یہ اللہ ہی تھا جو تمام کاموں کا کرنے والا تھا۔ پہلی ہی رات میرے اندر ایک مکمل تبدیلی واقع ہوگئی تھی۔ میں صبح سے شام تک اور پھر رات گئے تک دفتر میں بیٹھ کر کام کرتا رہا۔ مجھے تقریر وغیرہ کرنے کا بالکل تجربہ نہیں تھا مگر خدا نے ان میں میری راہنمائی کی۔

ندیم الرحمن: صبح سے شام تک بالعموم حضور کی مصروفیات کیا ہوتی ہیں؟

حضور: میں آپ لوگوں کو اپنے جاگنے کا صحیح وقت تو نہیں بتا سکتا لیکن میں بہت صبح اٹھتا ہوں۔ نوافل ادا کرنے کے بعد قرآن کریم کے چند رکوع کی تلاوت کرتا ہوں۔ اسکے بعد فجر کی نماز کی تیاری کرتا ہوں۔ آجکل جو میرا معمول ہے اس کے مطابق بتاتا ہوں کہ نمازِ فجر کے بعد سیر کیلئے جاتا ہوں۔ سیر سے واپس آکر نہاتا ہوں۔ پھر ناشتہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد پھر قرآن کریم کی کچھ تلاوت کرتا ہوں اور آیات قرانی پر غور و فکر کرتا ہوں۔ پھر چند منٹ استراحت کے بعد اپنے دفتر میں آجاتا ہوں جہاں میرے کاموں کا آغاز ہوتا ہے۔ دن کے دوران مختلف دفتری امور کے علاوہ جماعتی عہدہ داروں کے ساتھ میٹنگز اور دفتری ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ پھر نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد میں دوپہر کا کھانا کھاتا ہوں۔ اسکے بعد چند منٹ قیلولہ کرتا ہوں۔ میں اسے نیند ہی شمار کرتا ہوں کیونکہ اس دوران پچیس سے تیس منٹ تک سوتا ہوں۔ پھر میں دوبارہ اپنے آفس میں آجاتا ہوں۔ اور آج آپ لوگ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر مغرب کی نماز سے ذرا پہلے میں چائے کیلئے اوپر گھر جاتا ہوں۔ پھر مغرب کی نماز کیلئے جاتا ہوں اور واپس اپنے دفتر میں آکر سنتیں ادا کرتا ہوں۔ جس کے بعد یہاں دفتر میں ہی بیٹھ کر دنیا بھر کے مختلف ممالک سے آنے والی ڈاک دیکھتا ہوں۔ جس میں دفتری ڈاک جو کہ مختلف ممالک کے امراء کی طرف سے، صدر انجمن احمدیہ پاکستان، تحریک جدید پاکستان اور قادیان وغیرہ سے آنے والی ڈاک ہوتی ہے۔ اگر یہ ڈاک بہت زیادہ نہ ہو تو میں اس کام کو ایک گھنٹہ میں نمٹا لیتا ہوں جس میں مختلف شعبہ جات کیلئے ان سے متعلقہ ہدایات ہوتی ہیں۔ پھر عام ملاقاتوں کا سلسلہ قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے جس کے بعد میں رات کے کھانے کیلئے اوپر گھر جاتا ہوں۔ پھر اس کے بعد عشاء کی نماز کیلئے جاتا ہوں۔ نماز عشاء کے بعد اگر اوپر گھر میں کوئی ملنے والا ہو تو کچھ منٹ ان کے ساتھ بیٹھنے کے بعد واپس اپنے دفتر میں آجاتا ہوں اور دوبارہ ڈاک دیکھتا ہوں۔ جس میں خطوط، فیکسز، اور E-mails شامل ہوتی ہیں جو مختلف جماعتی عہدہ داران اور افرادِ جماعت کی طرف سے ہوتی ہیں۔ یہ سلسلہ رات گیارہ بجے تک جاری رہتا ہے اسکے بعد اخبارات، جماعتی رسائل، یا کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں جس کے بعد سونے کیلئے چلا جاتا ہوں اور چند گھنٹے سوتا ہوں۔

ٹومی: اور پھر آپ دوبارہ اُٹھ جاتے ہیں۔

حضور: پھر علی الصبح یہی سلسلہ دوبارہ شروع ہوجاتا ہے۔

ٹومی: حضور اپنے جماعتی دورہ جات کے متعلق بتائیں کہ حضور کی پسندیدہ جگہ کونسی ہے اور اس پسندیدگی کی وجہ کیا ہے؟

حضور: میرا خیال ہے کہ مجھے یہ سوچنے کا وقت ہی نہیں ملا کہ میری پسندیدہ جگہ کونسی ہے۔ جہاں بھی جاتا ہوں احمدی احباب میرے ارد گرد ہوتے ہیں اور وہی میری پسندیدہ جگہ ہوتی ہے۔ مگر مجھے افریقہ بہت پسند ہے خاص طور پر غانا جہاں میں نے کچھ عرصہ گزارا اور غانا کی پسندیدگی کی ایک وجہ یہ ہے کہ میری ابتدائی اور عملی زندگی کا آغاز غانا ہی سے ہوا تھا۔ مجھے سیرالیون جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آپ کا تعلق تو سیرالیون سے ہے؟

ٹومی: جی حضور میرا تعلق سیرالیون سے ہے۔

حضور: مجھے اب تک جن افریقن ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے ان میں سے میں غانا کو دیگر ملکوں کی نسبت زیادہ Civilised خیال کرتا ہوں۔ اگلے سال جب میں سیرالیون جاؤنگا تو پھر دیکھوں گا کہ سیرالیون کیسا ہے۔

ٹومی: انشاء اللہ! اور وہاں حضور کا زبردست استقبال ہوگا۔

حضور: استقبال کی بات نہیں بلکہ وہاں کے لوگوں کا رویہ اصل چیز ہوتی ہے۔

ٹومی: حضور نے قادیان سے واپس آنے کے بعد فرمایا تھا کہ قادیان کے متعلق تأثرات کو بیان کرنا مشکل ہے۔ کوئی ایسا واقعہ ہے جس کی یاد اب بھی تازہ ہو؟

حضور: جب آپ بہشتی مقبرہ میں داخل ہوتے ہیں خصوصاً وہ احاطہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار ہے، اس وقت کے جذبات کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ جذبات ابل رہے ہوتے ہیں۔ جب آپ دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اس وقت اپنے پر قابو نہیں رہتا اور پھر جب آپ ان گلی کوچوں کو دیکھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ انہیں گلیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک قدم پڑے تھے۔ میرا خیال ہے کہ قادیان میں جانے والے ہر فرد کے ایسے ہی جذبات اور احساسات ہوتے ہیں۔ اور مکہ اور مدینہ جانے والوں کے جذبات اور احساسات اس سے بھی بڑھ کر ہونگے۔

طارق بی ٹی: حضور نے افریقہ کے بارہ میں بتایا۔ یوکے میں بھی حضور کو پانچ سال ہوگئے ہیں۔ یوکے سے تعلق رکھنے والی کوئی خاص بات جو حضور کو پسند ہو۔

حضور: آپ کا سوال یوکے جماعت کے بارہ میں ہے یا ملک مراد ہے؟

طارق بی ٹی: دونوں ہی حضور۔ بالخصوص ملک انگلستان، یہاں کے لوگ، یہاں کا ماحول اور آب و ہوا وغیرہ۔

حضور: جہاں تک انگلستان کے لوگوں کا تعلق ہے تو وہ لوگ جن سے میں ملا ہوں، میرے اندازے کے مطابق وہ جماعت کیلئے بہت احترام کے جذبات

رکھتے ہیں۔ میں جب باہر سیر کیلئے نکلتا ہوں تو کچھ بڑی عمر کے برٹش لوگ Good morning کہتے ہیں اور دوستانہ جذبات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جہاں تک ملک کا تعلق ہے تو مجھے Lake District اور سکاٹ لینڈ کا علاقہ اچھا لگا ہے۔

ندیم الرحمن: حضور ہمارے نوجوانوں کیلئے کن شعبوں کی طرف جانا زیادہ مناسب ہوگا؟

حضور: میرا خیال ہے میں پہلے ہی نوجوان طلباء کے ساتھ اسکے متعلق بات کر چکا ہوں۔ میں نے طلباء کو ریسرچ کے میدان میں جانے کیلئے کہا ہے کیونکہ یہاں اس ملک میں بالخصوص اور مغربی ملکوں میں ریسرچ کی فیلڈ کا مستقبل روشن ہے۔ ایشیائی اور افریقن لوگوں کو اپنے آپ کو ریسرچ سے وابستہ کرنا چاہئے بالخصوص چاروں سائنسز یعنی فزکس، کیمسٹری وغیرہ اور میڈیسن اور کمپیوٹر سائنس کے مضامین سے۔ کیونکہ چند سال قبل شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ کے مقامی لوگ ریسرچ کے شعبہ میں زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کر رہے۔ جبکہ مغربی ملکوں کے مقابل پر اس ملک کی بقا کیلئے ریسرچ کے شعبہ میں ترقی کرنا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح ایشیائی لوگوں کی بقا بھی اسی میں ہے کہ وہ مقامی لوگوں کی ضرورت بن جائیں کیونکہ اگر انہیں آپ کی ضرورت نہ ہو تو جہاں تک میں نے محسوس کیا ہے ان کے دلوں میں آپ کیلئے نفرت کے مخفی جذبات پائے جاتے ہیں۔ اگر آپ تعلیم یافتہ نہیں اور ان کیلئے کارآمد نہیں ہیں تو یہ آپ کو پسند نہیں کرینگے۔ خاص طور پر پچھلے چند سالوں میں رونما ہونے والے واقعات کی وجہ سے بھی یہ لوگ پہلے کی نسبت اب زیادہ حساس ہوگئے ہیں۔ اس لئے اب مسلمانوں کو تو خاص طور پر خود کو ریسرچ سے منسلک کرنا چاہئیے۔

طارق بی ٹی: جماعت کو جن مسائل اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اُن میں سے سب سے بڑا اور کلیدی چیلنج کونسا ہے جو اس وقت جماعت کو درپیش ہے؟

حضور: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد یہ تھا کہ بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب تر لایا جائے۔ اور یہ چیلنج نہ صرف اس وقت سب سے بڑا چیلنج ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت جبکہ جماعت کی بنیاد رکھی گئی تھی اس وقت بھی یہی سب سے بڑا چیلنج تھا اور قیامت تک یہی سب سے بڑا چیلنج رہے گا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے ہمیں روحانی ترقی کے ذریعہ قرب الٰہی کے حصول کی کوشش کرنی چاہئیے۔ جس کیلئے ہمیں قرآن کریم کا مطالعہ اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہئیے۔ ہمیں چاہئیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ اور آپ کی عطا کردہ راہنمائی کے ذریعہ اپنے روحانی معیار کو بلند کریں، اپنی ذہنی استعدادوں کو صیقل کریں، اپنے آپ کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے منور کریں۔ اسی طرح ہمیں چاہئیے کہ اپنے عہد بیعت پر مضبوطی سے قائم رہیں، خلفاء کی طرف سے دی جانے والی ہدایات پر عمل پیرا ہوں اور آئندہ بھی خلفاء جو نصائح کریں ان پر مضبوطی سے کاربند ہوں۔

ندیم الرحمن: ایسے ممبران جن کے پاس جماعتی کاموں کیلئے وقت نہیں ہوتا انہیں کس طرح فعال بنایا جاسکتا ہے؟

حضور: سب سے پہلے تو انہیں یہ احساس دلانا اور بتانا ہوگا کہ وہ کون ہیں۔ جب ایک دفعہ انہیں یہ احساس ہوجائے گا کہ وہ احمدی ہیں اور یہ کہ احمدی ہونے کا مقصد کیا ہے تو آپ انہیں فعال بنا سکیں گے۔ ان پر سختی کرنے سے یا صرف انہیں حکم دینے سے یا ان کے خلاف ایکشن لینے سے انہیں فعال نہیں بنایا جاسکتا۔ انہیں اپنا دوست بنائیں جیسا کہ میں پہلے بھی کئی مواقع پر یہ بات کہہ چکا ہوں کہ خدام الاحمدیہ میں ایک ایسی ٹیم ہونی چاہئے جو اپنے ایمان میں نہایت پختہ ہو اور کوئی بات یا کوئی الٹی سیدھی دلیل ان کے اعتقاد کو متزلزل نہ کر سکے۔ کوئی بحث یا کوئی دلیل جو احمدیت، اسلام، مذہب یا خدا کے خلاف ہو انہیں اپنے ایمان سے ہٹا نہ سکے۔ اس ٹیم کے ممبران خشک ملاں کی طرح نہیں ہونے چاہئیں تا کہ وہ ایسے افراد کے ساتھ دوستی کر سکیں اور انہیں اپنے قریب لا سکیں۔ یہ ایک طویل پروگرام ہے اور ایک مسلسل جدوجہد ہے اور دنیا کے اختتام تک مسلسل یہی طریق عمل رہے گا۔ کیونکہ قرآن مجید کہتا ہے " ذَكِّر " یعنی تم لوگوں کو مسلسل نصیحت اور یاد دہانی کراتے رہو اور انہیں مسلسل خدا تعالیٰ کی طرف اور اچھے کاموں کی طرف بلاتے رہو۔ جب تک دنیا موجود ہے، جب تک قرآن کریم کی تعلیمات زندہ ہیں اس وقت تک یہ طریق بھی جاری رہے گا۔ اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے سو فیصد افراد جماعت کو تبدیل کر دیا ہے اور ہر شخص کو فعال ممبر بنا دیا ہے۔ نہیں بالکل نہیں۔ مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور ہر ایک سے اسکی طبیعت اور نیچر کے مطابق ڈیل اور ٹریٹ کیا جاتا ہے۔

ندیم الرحمن: حضور ایسے افراد جماعت جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ برا سلوک کیا گیا ہے یعنی دوسرے افرادِ جماعت نے ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

حضور: خاص طور پر عہدیداران کی طرف سے نہ کہ عام افراد جماعت کی طرف سے۔ جہاں تک عام افراد جماعت کا تعلق ہے تو انکے برے سلوک کو لوگ برداشت کر لیتے ہیں اور اس کو زیادہ سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ لیکن اگر عہدیداران کی طرف سے زیادتی ہو تو لوگ بہت زیادہ برا مان جاتے ہیں اور شکوے شکایات اس حد تک جاتے ہیں کہ بالآخر وہ جماعت سے ہی لاتعلقی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس لئے جماعتی عہدیداران کو اپنا رویہ تبدیل کرنا چاہئیے، وہ نیک اور متقی ہونے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں **"ہر صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"** تو آپ کو ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے۔

ٹومی: حضور وہ بنیادی طریق اور راز کیا ہے جس کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم جماعتی کاموں، گھریلو زندگی، اپنے کام کاج اور اپنی روحانی ترقی کی کوششوں کے درمیان صحیح توازن قائم کر سکیں؟

حضور: میرے خیال میں آپ کو سوچنا چاہیے کہ دن میں 24 گھنٹے ہوتے ہیں۔ اپنے دن کو ان ذمہ داریوں کے لحاظ سے تقسیم کر لیں۔ آپ کو اپنے بچوں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہئیے، ان کو کچھ وقت دینا چاہئیے۔ کبھی بچوں اور فیملی کی طرف زیادہ توجہ درکار ہوگی تو کبھی جماعتی کام کی طرف۔ شام کو بالعموم فیملی کیلئے اور جماعتی کاموں کیلئے وقت نکالا جا سکتا ہے۔ جب ایک دفعہ آپ باقاعدگی سے جماعتی کاموں کیلئے روزانہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے وقت نکالنا شروع کر دیں گے تو پھر آپ اس کو ایڈجسٹ کر سکیں گے تا کہ آپ اپنے گھر والوں کو بھی کچھ نہ کچھ وقت دے سکیں گے۔ آٹھ بجے شام تک آپ کے بچے ہوم ورک اور کھانے سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں اور آپ کی بیوی بھی فارغ ہو چکی ہوتی ہیں اس وقت آپ ان کے ساتھ کچھ وقت گزار سکتے ہیں۔ آپ اپنے آفس سے کب فارغ ہوتے ہیں؟

ٹومی: بالعموم 6 بجے چھٹی کے بعد میں 7 بجے تک گھر پہنچ جاتا ہوں۔

حضور: اسکا مطلب ہے کہ گھر پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگتا ہے؟

ٹومی: جی گھر پہنچنے تک ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔

حضور: کیا آپ خدام الاحمدیہ کو ہر روز ایک گھنٹہ دے پاتے ہیں؟

ٹومی: ایک گھنٹے سے زیادہ کیونکہ مختلف نوعیت کے جماعت کے اور بھی کام ہوتے ہیں۔

حضور: سات بجے گھر پہنچنے کے بعد پھر کیا کرتے ہیں؟

ٹومی: رات کو کھانے کے بعد کچھ وقت بچوں کے ساتھ گزارتا ہوں اور نماز وغیرہ پڑھتا ہوں۔

حضور: جماعتی کاموں کو وقت کب دیتے ہیں؟

ٹومی: میرے بچے چھوٹی عمر کے ہیں وہ عموماً آٹھ بجے سو جاتے ہیں اسکے بعد میں فارغ ہوتا ہوں۔

حضور: تب یہ تو آپ کیلئے اچھا ہے۔ لیکن آپ کو اپنے بچوں کو کچھ نہ کچھ وقت ضرور دینا چاہیئے۔ بالخصوص ان مغربی ملکوں میں جہاں جب بچے بڑے ہو رہے ہوں تو ان کے مسائل بھی سر اٹھانے لگتے ہیں۔ جب وہ بارہ تیرہ سال کے ہوتے ہیں یعنی Teenager ہوتے ہیں تو مناسب یہی ہے کہ آپ انکے ساتھ دوستانہ تعلق رکھیں تا کہ وہ آپ کے کنٹرول میں رہیں اور اپنے مسائل آپ کے ساتھ Discuss کر سکیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ جماعتی کاموں کو دو گھنٹے دے دیں تو یہ کافی ہے۔

ٹومی: حضور اتنے وقت میں تو کام ختم نہیں ہوتے۔

حضور: عام طور پر اس سے زیادہ وقت دینا ہر شخص کیلئے ممکن نہیں ہوتا۔ بعض لوگ جماعتی کاموں کے اتنے عادی ہوتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وقت جماعتی کاموں میں صرف کریں۔ لیکن یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ ٹھیک ہے کہ اس طرح کے لوگ بھی ہونے چاہئیں مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ کے ذہنوں میں یہ بات بھی رہنی چاہئیے کہ آپ کے بیوی بچوں کا بھی آپ پر حق ہے۔

طارق بی ٹی: حضور اب اگلے حصہ کا تعلق عمومی طور پر عالمی امور سے ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا سوال یہ ہے کہ آجکل کے دور میں اگر دنیا پر نظر دوڑائی جائے تو کیا موجودہ سیاسی راہنماؤں یا ماضی کے سیاسی راہنماؤں میں سے ایسے کون لوگ تھے جو آپ کی رائے میں اپنی ذات میں اچھے راہنما تھے۔

حضور: دنیا کے مسائل مختلف قسم کے ہیں۔ پھر کچھ ترقی یافتہ ممالک ہیں اور کچھ غیر ترقی یافتہ ممالک۔ غیر ترقی یافتہ ممالک اپنے معاشی مسائل سے دوچار ہیں اسکی ایک وجہ ان کے اپنے لوگوں کی کرپشن ہے نیز بڑی طاقتوں کی Exploitation ہے۔ یہ صورتحال تبدیل نہیں ہوسکتی جب تک جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے تو کوئی دوسرا آپ کے حالات نہیں بدل سکتا۔ ان مسائل کی ایک اور وجہ تیسری دنیا یا غیر ترقی یافتہ ملکوں کی لیڈر شپ بھی ہے۔ اب تک موجودہ جمہوری نظام والے ممالک میں صرف انڈیا ہی ہے جس کے لیڈر تیسری دنیا کے ممالک سے بہتر دکھائی دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے افریقن ممالک میں سے اب تک کوئی ایسی شخصیت مجھے دکھائی نہیں دی جو اپنے ملک کے ساتھ مخلص اور وفادار ہو سوائے ان کے جنہوں نے اپنے اپنے ملکوں کی آزادی کیلئے بڑی محنت اور جدوجہد کی ہے جیسا کہ غانا میں کوامے نکرومہ کی اپنے وطن کیلئے اخلاص اور وفا واضح طور پر نظر آتی ہے وگرنہ باقی سارے نام نہاد محب وطن کہلاتے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ سیرالیون کا لیڈر کون تھا۔ دراصل یہ کوامے نکرومہ ہی تھے جنہوں نے سارے افریقہ کی آزادی کی بنیاد رکھی۔

مغربی دنیا میں بھی اچھے لیڈر ہوئے ہیں تاہم جارج بش ان میں سے نہیں ہیں۔ اگر مسلمان ممالک کے لیڈر اپنے ملک اور اپنے عوام سے مخلص ہوں اور مذہب اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہوں یا کم از کم قرآنی ہدایات کی پیروی کریں تو ان مسلمان اقوام میں باہمی کشیدگی اور دشمنی نہ ہو۔ قران کریم فرماتا ہے کہ جب کبھی کوئی مسلمان ملک یا اسکی حکومت کسی دوسرے مسلمان ملک کے خلاف جارحیت کی مرتکب ہو تو باقی سب ملکر جارحیت کرنے والے ملک کے

خلاف کاروائی کریں یہاں تک کہ ان کے باہمی معاملات طے پا جائیں ۔ اور جب صلح ہو جائے اور آپس میں معاملات طے پا جائیں تو اسکے بعد پھر آپس میں کوئی دشمنی یا کینہ نہ رکھیں۔ اسکے بعد اس ملک کے بہتر بننے اور اسکی ترقی میں مدد کرنی چاہئے۔ یہ ایک طویل سوال ہے اور اسکا جواب بھی طویل ہے ۔ میری مراد یہ ہے کہ سوال تو فی ذاتہ طویل نہیں لیکن اسکا جواب طوالت طلب ہے۔ لیڈر شپ کو جانچنے کے بہت سے پہلو ہیں مگر مختصراً یہ کہ جو کوئی بھی اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہو میرے نزدیک وہی شخص ایک اچھا لیڈر ہے۔

آپ سب کو علم ہے کہ مغربی طاقتوں کے دوہرے معیار ہیں۔ ایک معیار اپنے لئے اور دوسرا غیروں کیلئے۔ ایک معیار غریب قوموں کیلئے ہے اور دوسرا امیر قوموں کیلئے ۔ اگر وہ ساری دنیا کے لوگوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنے لگ جائیں اور اگر وہ دنیا میں قیام امن کیلئے سنجیدہ ہوں تو آپ کو ان مغربی طاقتوں کا افریقن ممالک کے ساتھ یا بہت سے ایشیائی ملکوں کے ساتھ یا مشرقی یورپ کے مسلمان ممالک کے ساتھ مختلف سلوک نظر نہیں آئے گا۔ اب بوسنیا اور سربیا کے معاملہ کو ہی دیکھ لیں کہ وہاں کیا ہوتا رہا ہے، اس طرح تو امن قائم نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مغربی طاقتیں قیام امن کیلئے مخلص اور سنجیدہ نہیں ہیں۔

ٹومی: حضور مغربی ممالک میں رہتے ہوئے بعض اوقات خیال کیا جاتا ہے کہ مذہب دنیاوی ترقی اور کیریئر کے راستہ میں رکاوٹ ہے، اس بارہ میں حضور کی کیا نصائح ہیں؟

حضور: اس بارہ میں قرآن کریم کی تعلیمات بہت واضح ہیں۔ آپ قرآن پڑھتے ہیں، یہ کتاب آپ کو ماڈرن سائنس، کائنات، ٹیکنالوجی بلکہ ہر چیز کے بارہ میں بتاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی وضاحت فرما چکے ہیں کہ یہ بات درست نہیں کہ مذہب جدید سائنس سے ہم آہنگ نہیں۔ آپ کے خیال میں وہ کونسی رکاوٹ ہے جو مذہب نے آپ کے سامنے رکھی ہوئی ہے؟

ٹومی: ذاتی طور پر میرے لئے تو ایسا نہیں ہے۔

حضور: یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ ایک وکیل ہیں تو مذہب یہ نہیں کہتا کہ آپ وکیل نہیں بن سکتے۔ اگر کوئی ڈاکٹر ہے تو مذہب یہ نہیں کہتا کہ آپ ڈاکٹر یا انجینیر نہیں بن سکتے۔ قرآن اور اسلام خود جدید علوم اور جدید سائنس کی طرف راہنمائی کر رہا ہے۔ تو پھر کیسے ممکن ہے کہ یہ اس کا راستہ روکے یا ایسے دنیاوی امور میں رکاوٹ ڈالے۔

1908ء میں جب جان کلیمنٹ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کی۔ جان کلیمنٹ نیوزی لینڈ کے ایک ماہر فلکیات تھے اور انہوں نے ہی افریقہ اور Katrina وغیرہ میں آنے والے سمندری طوفانوں کو نام دیئے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے بھی یہی سوال کیا تھا کہ سائنس کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواب دیا کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ جدید علوم اور جدید ٹیکنالوجی کو Explore کیا جائے اور ان سے فوائد حاصل کئے جائیں، اس میں کوئی روک نہیں۔ پس مذہب جدید سائنسی علوم کے حصول میں مانع نہیں ہے بلکہ وہ تو کہتا ہے کہ دونوں ایک ساتھ کار فرما ہیں، مذہب سائنس کے متعلق معلومات دیتا ہے اور سائنس مذہب کے متعلق بتاتی ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے سائنسی تجربات کی بنیاد قرآنی آیات پر مبنی تھی۔ جب مذہب سائنسی تحقیقات میں کوئی روک نہیں ڈالتا تو پھر باقی معاملات میں کیوں روک بنے گا۔ البتہ مذہب اس سے ضرور روکتا ہے کہ مثلاً اگر دنیا کہے کہ طوائف کے پاس جاؤ یا اس قسم کے برے کام کرو تو اسے رکاوٹ تو نہیں کہتے یہ تو اخلاقی تعلیم ہے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذہب کو شراب نوشی یا کسی ایسی چیز سے جو نشہ کا عادی بنانے والی ہو سے منع نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن مذہب ایسی باتوں سے روکتا ہے۔ اگر اس قسم کی باتوں کو آپ دنیوی معاملات کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے مذہب ان سے روکتا ہے۔

ندیم الرحمن: دنیا کے لوگوں اور انکی لیڈر شپ کیلئے حضور کی کیا نصیحت اور پیغام ہے؟

حضور: میں کئی دفعہ یہ نصیحت کر چکا ہوں کہ انہیں خدا کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ جب تک وہ اس بات کو نہیں سمجھتے اور اس کا احساس نہیں کرتے کہ انہیں اپنے خالق کی ہدایات اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے اور یہ کہ وہ ان سے کیا چاہتا ہے، اسوقت تک دنیا میں صحیح معنوں میں امن کا قیام نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں دو ہی مقاصد لیکر آیا ہوں۔ پہلا یہ کہ لوگوں کا تعلق خدا سے جوڑوں اور دوسرا یہ کہ انسان کو دوسرے انسانوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروں۔

طارق بی بی: دنیا کو اس وقت جو چیلنج درپیش ہیں ان میں سے ایک موسمی تبدیلی بھی ہے۔ دنیا کا کم و بیش ہر لیڈر موسمی اور ماحولیاتی تبدیلی کے متعلق ضرور بات کرتا ہے۔ ہر جگہ موسمی تبدیلی کی بات ہو رہی ہے اور یہ کہ ہمیں اس کیلئے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ کیا اس موضوع پر حضور کچھ فرمانا پسند فرمائیں گے؟

حضور: اس کا کلیۃً تعلق Check and balance system سے ہے۔ دنیا کے نظام میں جو اعتدال اور توازن اس کے خالق نے رکھا تھا اس کو اگر خراب کیا جائے تو لازماً اس کے نتیجہ میں عدم توازن کے مسائل پیدا ہوں گے۔ مگر اب جدید تحقیق کرنے والے اپنے موقف کو تبدیل کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف پٹرول اور گیسز کا استعمال اور درختوں کا کاٹا جانا ہی اس تبدیلی کا سبب نہیں ہے۔ تاہم میرے خیال میں اس بات میں بھی صداقت ہے، خاص طور پر افریقہ اور ایشیا کے ممالک میں جنگلات بڑی تیزی سے بلکہ میں تو کہوں گا کہ ظالمانہ طور پر کاٹے جا رہے ہیں اور اسکے مقابل پر نئے درخت لگانے کی طرف توجہ نہیں ہے۔ دوبارہ جنگلات لگانے اور ان کے احیا کیلئے کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اگرچہ محکمہ جنگلات کی طرف سے اس مقصد کیلئے شجر کاری کے دفاتر قائم کئے گئے ہیں لیکن وہ اپنا مفوضہ کام پوری طرح نہیں کر رہے۔ اسی طرح یہاں پر بھی چونکہ آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس وجہ سے جنگلات میں کمی ہو رہی ہے۔ لیکن شہروں اور قصبوں میں شجر کاری کی جا سکتی ہے لیکن یہ نہیں کی جا رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے، لوگوں میں سستی بھی بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ہر شخص کار کے ذریعہ سفر کرنا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ تیسری دنیا کے ملکوں مثلاً نائجیریا میں کاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ جب حکومت نے اس مشکل کے حل کیلئے ایسا اقدام کیا کہ ایک دن طاق نمبروں والی کاروں پر اور دوسرے دن جفت نمبر والی کاروں پر پابندی لگا دی تو لوگوں نے اس مسئلہ کا یہ حل نکالا کہ چونکہ اُس وقت وہاں کے لوگوں کے پاس پیسے کی فراوانی تھی، آجکل مجھے علم نہیں، ہر گھرانے نے دو کاریں خرید لیں ایک طاق نمبر والی اور دوسری جفت نمبر والی۔

گیسوں کا اخراج مسلسل بڑھ رہا ہے۔ آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ بھی ماحول کو متاثر کر رہے ہیں۔ پھر جنگلوں کو کاٹا جانا، مشینری کا استعمال، حتی کہ پنکھے اور لائٹس یہ سب چیزیں گرین ہاؤس کو متاثر کر رہی ہیں۔ ان سب چیزوں پر غور کرنا ہوگا کہ کس طرح اس مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے؟ اب تو کم توانائی استعمال کرنے والے بلب بھی بنائے جا رہے ہیں اور غالباً 2015 تک ان کا خیال ہے کہ وہ دنیا کے ہر ملک میں توانائی کا استعمال کم کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر درخت اور پودے لگانا سب سے اہم کام ہے۔ مجھے یاد ہے جب میں چھوٹی عمر کا تھا تو سفر کرتے ہوئے جونہی راولپنڈی سے گزرتے اور اوپر مری کی طرف جاتے تو وہاں گھنے جنگلات دکھائی دیا کرتے تھے مگر اب وہ سارا علاقہ اور پہاڑ بنجر زمین کی طرح نظر آتے ہیں۔

ٹومی: بہت سے یورپین ملکوں میں ایک تحریک دکھائی دیتی ہے کہ عورتوں کے سر ڈھانکنے کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اسے روکا جائے۔ اس صورتِ حال میں اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ اس غرض سے کوئی قانون سازی نہ ہونے پائے، ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں۔

حضور: اگر مسلمانوں میں اتحاد ہو تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہمارے لباس اور مذہب کا حصہ ہے اور یہ ہماری عورتوں کے تقدس اور احترام سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر دنیا کی عورتیں ہر ملک میں متحد ہوں تو وہ کہہ سکتی ہیں کہ ہم سکارف میں اپنے آپ کو زیادہ آرام محسوس کرتی ہیں۔ یہ ہمارے تقدس کیلئے ہے۔ ہم اسے ترک نہیں کرنا چاہتیں۔ عورتوں کی بہت سی تنظیمیں ہیں جنہوں نے دوہرے انداز اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات وہ کہتی ہیں کہ ہم سکارف نہیں چاہتیں اور بعض جگہوں پر وہ سکارف نہیں پہننا چاہتیں۔ لیکن جب مسلمان لڑکی کی پہچان کا معاملہ ہو تو وہ کہتی ہیں کہ ہمارا سکارف ہونا چاہئے۔

سب سے پہلے تو آپ کو اپنے دل کو پاک صاف کرنا ہوگا۔ اگر مسلمان دنیا کے تمام ممالک متحد ہوں اور وہ پُر زور انداز میں کہیں کہ یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ ہماری عورتیں سکارف اوڑھیں اور ہم اسے کسی صورت میں بھی چھوڑ نہیں سکتے اور دنیا کے کسی بھی ملک کی کوئی مسلمان لڑکی سکارف کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے تو ایسی صورت میں میرا خیال ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے سکارف کے خلاف اس طرح کا شور و غوغا نہیں ہوگا۔ مگر بد قسمتی سے ہم اپنے اس مذہبی معاملات پر مضبوطی سے کاربند نہیں ہیں۔ صرف سکارف اوڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک بطور مسلمان کے مذہب پر مکمل طور پر عمل نہ کیا جائے۔ میں نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ احمدی لڑکیاں جو مضبوط ایمان والی ہیں انہوں نے ایسے اعتراضات کے باوجود اپنے سروں سے سکارف نہیں ہٹایا۔ ایک لڑکی کو اس وجہ سے اس کے Boss کی طرف سے نوٹس دیا گیا تھا کہ اگر اس نے کام کے دوران اپنے دفتر میں سکارف اوڑھنا نہ چھوڑا تو اسے کام سے فارغ کر دیا جائے گا۔ اس احمدی لڑکی نے کہا کہ وہ سکارف لینا نہیں چھوڑے گی۔ اس آدمی یعنی اس کے Boss نے اسے ایک مہینہ کا نوٹس دیا تھا۔ وہ بہت نیک لڑکی تھی، اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ اس لڑکی نے بتایا کہ Boss کی دی ہوئی مدت ختم ہونے سے پہلے خود اُس Boss کو کام سے فارغ کر دیا گیا۔ تو آپ کا خدا سے ذاتی تعلق ہونا چاہئے اور مسلمان ممالک میں یکجہتی ہونی چاہئے۔ اگر وہ سب اکٹھے اور متحد ہوں تو ان کا جواب

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221
Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,
9437032266, 9438332026, 943738063

یہ ہوگا کہ اچھا اگر تم ایسا کرو گے تو ہم تمہیں یعنی مغربی ممالک کو تیل دینا بند کردیں گے۔تو اس کے نتیجہ میں یہ لوگ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔مگر کون ہے جو اس قدر جرأت والا قدم اٹھائے؟

ٹومی: حضور کونسی کھیلیں پسند کرتے ہیں؟

حضور: پچھلی مرتبہ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں بہت سی کھیلوں میں حصہ لیتا رہا ہوں۔مگر کسی بھی کھیل میں زیادہ اچھا نہیں تھا۔میں نے کرکٹ بھی کھیلی ہے، بیڈمنٹن بھی کھیلتا رہا ہوں۔مگر کبھی بھی کھیلوں سے دیوانگی والا لگاؤ اور شوق نہیں تھا۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ کرکٹ میچ ہو رہا ہو تو صبح سے شام تک اسے دیکھنے کے لئے بیٹھے رہتے ہیں۔ میرے ساتھ ایسا نہیں تھا لیکن مجھے کرکٹ پسند ہے۔

طارق بی ٹی: کیا ہم حضور سے یہ بات پوچھ سکتے ہیں کہ انگلستان اور پاکستان کھیل رہے ہوں تو حضور ان میں سے کس کو Support کریں گے۔ یہ وہ سوال ہے جو اکثر نوجوانوں اور بچوں سے سکول میں پوچھا جاتا ہے کہ وہ کس کو Support کرتے ہیں؟

حضور: انہیں یہ جواب دینا چاہئے کہ حب الوطنِ من الایمان یعنی وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔اگر وہ برٹش نیشنل ہیں تو اس صورت میں انہیں انگلستان کو Support کرنا چاہئے ۔ اگر زمبابوے سے تعلق رکھتے ہیں تو زمبابوے کو Support کریں۔لیکن اگر یو کے کی نیشنلیلیٹی ہے تو پھر یو کے کو Support کرنا چاہئے۔

ٹومی: لیکن اگر دونوں ملکوں کی نیشنلیلیٹی ہو تو پھر؟

حضور: پھر آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ کو زیادہ Benefits کہاں مل رہے ہیں؟

ندیم الرحمن: حضور کا پسندیدہ کھانا کون سا ہے؟

حضور: مجھے Sea food پسند ہے مگر آج صبح جب میں ٹی وی کے پاس سے گزر رہا تھا تو کوئی شخص کسی عورت سے پوچھ رہا تھا کہ اس کا پسندیدہ کھانا کونسا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ Sea food اور خاص طور پر Lobster۔مگر مجھے Lobster پسند نہیں۔ بہر حال میں بہت زیادہ نہیں کھاتا اگر اچھا بنا ہوا ہو تو مجھے Sea food پسند ہے۔ مجھے چکن بریسٹ بھی پسند نہیں بلکہ ٹانگ کا گوشت کھاتا ہوں۔

طارق بی ٹی: حضور آخری سوال یہ ہے کہ آغاز خلافت یا اس سے بھی پہلے کی زندگی کا کوئی دلچسپ واقعہ یا لطیفہ جو حضور کو یاد ہو۔ یا سفر کے دوران پیش آنے والا کوئی واقعہ جو حضور ہمارے ساتھ Share کرنا پسند کریں۔

حضور: واقعہ مجھے اتنی جلدی یاد نہیں آتا۔کوئی یاد آ گیا تو بتادونگا۔ایک دفعہ نتھیا گلی میں ہماری فیملی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اکٹھے ایک جگہ ٹھہرے تھے۔ وہاں روزانہ میری اور حضرت صاحب جو ہائیکنگ ہوتی تھی،اوپر پہاڑوں پر جاتے تھے،ٹریکنگ جسے کہہ سکتے ہیں۔تو اسے ہم راستہ میں بہت Enjoy کیا کرتے تھے۔لطیفے بھی ہوتے تھے لیکن یاد نہیں آ رہے۔

یہاں ایک دفعہ دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا تو حضور نے واقعہ سنایا۔ہمارے دادا حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ مزاحیہ شعر لکھا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلسہ کے بعد بعض دفعہ شکار پر جایا کرتے تھے۔ایک دفعہ نیل گائے کے شکار پر گئے۔ ایک بزرگ بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے دور گھاس میں کچھ ہلتے دیکھا ۔ بڑی اونچی گھاس تھی۔کان بھی انہیں نظر آئے، وہ سمجھے نیل گائے ہے چنانچہ انہوں نے فائیر کر دیا۔تھوڑی دیر بعد وہاں سے گدھے کی آواز آنی شروع ہوئی۔اور ایک آدمی بڑے غصہ کی حالت میں وہاں سے باہر آیا کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں لگتا کہ نیل گائے ہے یا گدھا ہے۔ابھی میرا گدھا مارنے لگے تھے اور مجھے بھی ساتھ ہی مارنے لگے تھے۔ چونکہ رائفل کا فائیر تھا اس لئے شکر ہے کہ اسے لگا نہیں اور وہ بچ گیا۔اس پر حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ نے شعر سنائے:۔

یہ زمانہ کیسا بدل گیا
کہ جنہیں یہ بھی نہیں پتہ
ہے گدھے میں گائے میں فرق کیا
چلے گھر سے کرنے شکار ہیں
نہ وہ نیل گائے ہیں مارتے
نہ ہرن کا کچھ ہیں بگاڑتے
بس صرف میرے کان ہیں پھاڑتے
انہیں بس مجھی سے نِکار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے انہوں (حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ) نے کہا کہ یہ شعر میں نے لکھے ہیں۔تم فلاں بزرگ سے پوچھو کہ یہ کس کے متعلق ہیں۔وہ انہی (بزرگ) کے متعلق تھے۔ان کو بڑا غصہ آیا اور کہنے لگے کہ تمہاری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو شکایت کرونگا۔

بہر حال بڑے لطیفے ہوا کرتے تھے۔

☆☆☆

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّین

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعائیں

’’اے خدا ذوالمجد والعطاء ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کردیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔آمین ثم آمین‘‘۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۸۲ مجموعہ اشتہارات۔جلد اوّل صفحہ ۳۴۲)

قادیان میں روٹی پلانٹ کا افتتاح

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان کی بڑھتی ضروریات کے مدنظر لبنان سے ایک روٹی پلانٹ منگوا کر عنایت فرمائی ہے۔

اس پلانٹ کی تنصیب کیلئے محلہ دارالانوار میں واقع گیسٹ ہاؤسز سے ملحقہ زمین میں 100x80 فٹ کا وسیع و عریض ہال جدید تکنیک کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم حیدر الدین ٹیپو صاحب نے اس پلانٹ کو لبنان سے بھجوانے اور قادیان پہنچنے پر اس کی تنصیب اور اس کو چلانے کے سلسلہ میں کاروائی کی۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

مکرم فاتح احمد خان صاحب ڈاہری انچارج انڈیا ڈیسک لندن گزشتہ دنوں جب قادیان تشریف لائے تو حضور انور کی اجازت سے آپ کے ذریعہ اس روٹی پلانٹ کے رسمی افتتاح کی کاروائی عمل میں لائی گئی۔ چنانچہ مورخہ ۱۱ نومبر ۲۰۱۲ کو بعد نماز عصر قادیان کے ہرسہ مرکزی انجمن کے صدران ناظران وکلاء و ناظمین اور افسران صیغہ جات کو مدعو کیا گیا تھا سب سے پہلے مکرم فاتح احمد خان صاحب ڈاہری نے اس پلانٹ کا معائنہ فرمایا اور بٹن دبا کر روٹی مشن کو آن کیا۔جس کے بعد خود کار مشین کے ذریعہ پیڑے بن کر روٹی بیلی جاتی ہے اور مختلف بیلٹوں سے گزر کر Oven میں جاتی ہے اور وہاں سے بیلٹوں سے گزر کر ٹھنڈی روٹی نکلتی ہے۔اس کے بعد دُعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے اس نئے حال کی تعمیر اور روٹی پلانٹ کی تنصیب کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت اور رہنمائی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ فتح اسلام میں جن پانچ عظیم الشان شاخوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک اہم شاخ تحقیق حق اور حصول معرفت کیلئے مرکز میں آنے والے مہمانوں کے انتظام و انصرام کو بیان فرمایا ہے۔

ابتداء میں تو حضرت مسیح موعودؑ کا مکان اور گول کمرہ ہی مہمان خانہ ہوا کرتا تھا اور حضور علیہ السلام خود ہی مہمان نوازی کے تمام فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پھر جب براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مہمانوں کی کثرت ہونے لگی تو لنگر خانہ کا انتظام فرمایا۔اور اس کی نگرانی کی کیلئے مہتمم مقرر فرمایا لیکن حتی الوسع مہمان نوازی کی خود ہی نگرانی فرماتے رہے۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم حضورؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق ساری دنیا میں اس شاخ کو پھلتا پھولتا دیکھ رہے ہیں۔حضور علیہ السلام نے ایک شعر میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

لفاظات الموائد کان اکلی　　فصرت الیوم مطعام الاھالی

یعنی ایک زمانہ وہ بھی تھا جب دسترخوانوں کے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے لیکن آج یہ حال ہے کہ متعدد خاندان میرے دسترخوان پر پل رہے ہیں۔

چنانچہ دنیا کے ۲۰۰ سے زائد ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر قائم ہو چکے ہیں اور جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات پر ہزاروں لاکھوں لوگ اس لنگر سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ بہر حال انشاء اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس توجہ اور شفقت سے اس جلسہ سالانہ قادیان میں یہ روٹی پلانٹ کام کرے گا۔جو ایک گھنٹے میں چار ہزار سے لیکر سات آٹھ ہزار تک روٹیاں تیار کرسکتا ہے۔

اس تعارفی تقریب کے بعد محترم انچارج صاحب انڈیا ڈیسک نے حاضرین سمیت اجتماعی دُعا کروائی۔اللہ تعالیٰ اس مشین کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس میں جملہ خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(ادارہ)

ذکرِ خیر

مکرم حافظ احمد جبریل سعید صاحب مرحوم آف گھانا مغربی افریقہ

از: قریشی داؤد احمد مربی سلسلہ احمدیہ گلاسگو۔اسکاٹ لینڈ (یو۔کے)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ نومبر ۲۰۱۲ء میں مکرم حافظ احمد جبریل سعید صاحب نائب امیر (سوم) گھانا مغربی افریقہ کی وفات اورآپ کی خدمات جلیلہ کا ذکر فرمایا آپ کے ساتھ وابستہ چند یادیں قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

خاکسارکو دسمبر ۱۹۹۱ء تا مارچ ۱۹۹۹ء گھانا میں بطور مربی سلسلہ احمدیہ خدمت کی توفیق ملی۔الحمدللہ کہ کافی دوستوں سے رابطہ رہتا ہے۔مکرم حافظ صاحب کی تشویشناک بیماری کا علم تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر کہ حضور کے خطبہ سے تھوڑی دیر بعد پتہ چل گیا کہ مکرم حافظ صاحب نے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی ہے اور اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔اِناللہ واِنا الیہ راجعون

خاکسار کو مکرم حافظ صاحب مرحوم کی فیملی سے رابطہ کر کے اظہار تعزیت کی بھی توفیق ملی۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت ۱۶ نومبر ۲۰۱۲ء کے خطبہ جمعہ میں تفصیل کے ساتھ مکرم حافظ صاحب کی خوبیوں،قربانیوں اور خدمات کا ذکر فرمایا۔جیسا کہ خاکسار نے ذکر کیا ہے خاکسار کو گھانا میں ایک عرصہ تک بطور مربی سلسلہ احمدیہ خدمت کی توفیق ملی اور مکرم حافظ صاحب مرحوم کے ساتھ کام کرنے کا موقع بھی ملا۔لیکن اس سے بھی قبل خاکسار کو مکرم حافظ صاحب مرحوم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا جس کا آغاز جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے ابتدائی دور سے ہوا۔زیرِ نظر سطور میں اسی دور سے حافظ صاحب مرحوم کے ذکر کا آغاز کروں گا۔

خاکسار نے ۱۹۷۴ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا۔جبکہ مکرم حافظ صاحب ۱۹۷۵ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔جامعہ احمدیہ میں تمام کلاسوں کے طلباء کو مختلف تربیتی گروپوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔

مکرم حافظ صاحب مرحوم ہمارے تربیتی گروپ شجاعت کے رکن تھے۔اس دور میں مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب موجودہ امیر و مشنری انچارج ٹرینیڈاڈ اور مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل بھی اسی گروپ میں تھے جو ماشاءاللہ اچھے مقرر تھے اور آج بھی ہیں نیز فٹبال کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔چنانچہ تعلیمی اور ورزشی مقابلہ جات میں کئی سال تک شجاعت گروپ جامعہ احمدیہ میں اوّل یا دوم پوزیشن پر ہوتا تھا۔مکرم حافظ صاحب مرحوم کے گروپ میں آنے کی وجہ سے ہمارا گروپ تعلیمی اور ورزشی مقابلہ جات کے لحاظ سے مزید مضبوط ہو گیا۔تلاوتِ قرآن مجید کے علاوہ مکرم حافظ صاحب مرحوم انگریزی تقریر میں بھی پوزیشن لیا کرتے تھے۔نیز فٹبال کے بھی بہت اچھے کھلاڑی تھے۔مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب بھی انگریزی زبان کے اچھے مقرر اور فٹبال کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔نیز تنزانیہ کے ایک مخلص دوست مبلغ سلسلہ احمد داؤد (ڈاڈی) صاحب بھی ہمارے گروپ میں تھے اور وہ بھی فٹ بال کے اچھے کھلاڑی تھے۔ اسی طرح والی بال میں ہماری ٹیم بہت اچھی ہوا کرتی تھی گو کہ مکرم حافظ صاحب اور احمد داؤد (ڈاڈی) صاحب خود والی بال نہ کھلیتے تھے لیکن اپنے گروپ کی ٹیم کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔

احمد داؤد (ڈاڈی) صاحب کے نام پر ان سے منسلک بہت سی یادیں تازہ ہو گئی ہیں وہ بڑے ہی جذباتی آدمی تھے۔میچ کم دیکھتے تھے اور شور مچا کر اور اُچھل اُچھل کر ٹیم کی حوصلہ افزائی زیادہ کیا کرتے تھے نیز کئی دفعہ گروٗنڈ سے باہر کوئی چھڑی یا خاردار جھاڑی پکڑ کر زور زور سے زمین پر مار کر ٹیم کی حوصلہ افزائی کرتے اور مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں کے نام لیکر اُنہیں confuse کرنے کی کوشش کرتے کہ انھیں ایسے مارو۔خاکسار کا والی بال اور کبڈی کی گیم کھیلنے کا انداز اُنھیں بہت پسند تھا۔بہرحال یہ موقع نہیں کہ ان سے جُڑی یادوں کا ذکر کیا جائے

مکرم حافظ صاحب کو جامعہ دور میں ہوسٹل میں نقیب کے علاوہ کچن ٹیم میں مختلف پوزیشنوں پر کام کرنے کا موقعہ بھی ملا اسی طرح فارن سٹوڈنٹس یونین اور مجلس خدام الاحمدیہ میں بھی خدمت کی توفیق ملی ہے۔جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۶/نومبر ۲۰۱۲ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ مکرم حافظ صاحب مرحوم کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ کلائی پکڑنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

مکرم حافظ صاحب مرحوم میں ایک خوبی بہت نمایاں تھی کہ وہ بڑی دھیمی طبیعت کے مالک تھے اور ہر وقت مسکراتے رہتے تھے۔بلکہ جب ہنستے تھے تو اکثر ان کی ہنسی غیر معمولی لمبی ہو جاتی تھی۔جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا ہے وہ ہوسٹل میں نقیب کے عہدہ پر بھی فائز تھے۔لیکن کبھی کسی طالب علم کی شکایت وغیرہ نہ کرتے بلکہ اگر کوئی طالب علم غلطی کرتا تو محبت سے سمجھاتے تھے۔ہماری کلاس کے شاہد میں جانے کے بعد وہ شجاعت گروپ کے ایک سال کے لئے سیکرٹری بھی رہے۔الغرض جامعہ میں تعلیم کے دوران ہی بہت سی خدمات کے ذریعہ آئیندہ ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھانے کے لیے اُن کی تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا کہ خاکسار کو ۱۹۹۱ء میں گھانا جانے کا موقع ملا۔مکرم حافظ صاحب ۱۹۹۴ء میں جزائر فجی میں خدمت کے بعد واپس گھانا تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو گھانا میں نائب امیر سوم برائے تبلیغ مقرر فرمایا۔ان کے تشریف لانے کے ساتھ ہی گھانا میں تبلیغ کے میدان میں نیا جوش پیدا ہوا۔خاکسار اُس وقت اپر ویسٹ ریجن کے شہر وا (WA) میں مربی سلسلہ کے طور پر متعین تھا۔چنانچہ خاکسار کی درخواست پر مکرم حافظ صاحب نے دو گاڑیوں پر مشتمل تبلیغی ٹیم کے افراد کو اپر ویسٹ ریجن میں بھجوایا الحمدللہ کہ ایک شہر Tumu کے اردگرد کے علاقہ میں کافی بیعتیں ہوئیں۔

ایک اہم بات جو مکرم حافظ صاحب میں تبلیغ میں دلچسپی کے بارہ میں پائی جاتی تھی وہ یہ تھی کہ جب کسی علاقہ سے تبلیغ کے لئے درخواست آتی تو نہ صرف یہ کہ تبلیغی ٹیم کو اس علاقہ میں فوراً بھجواتے بلکہ خود بھی اس علاقہ میں جاتے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ خود بھی وہاں ڈیرہ ڈال لیتے۔خصوصاً ناردرن گھانا میں تبلیغی پروگراموں کے دوران ہفتوں ان علاقوں میں گزارا کرتے تھے۔خاص طور پر ٹمالے Tamale مشن ہاؤس میں جس جگہ ان کی رہائش اس دور میں ہوتی تھی وہ بڑی معمولی رہائش گاہ تھی اور بجلی وغیرہ تو مرضی سے کبھی آتی تھی اسی طرح بولگا ٹانگا Bolgatanga اپر ایسٹ ریجن میں بھی یہی حال تھا لیکن موسم اور حالات کی پرواہ کئے بغیر خدمتِ دین کا فریضہ انجام دیتے۔گھانا میں تبلیغی لحاظ سے اور سہولیات کے لحاظ سے وولٹا ریجن کا علاقہ Wora Wora وورا وورا جو کہ ٹوگو کے بارڈر کے ساتھ ہے بھی بہت مشکل علاقہ تھا۔ لیکن مکرم حافظ صاحب نے نہ صرف اس علاقہ میں موثر تبلیغی مہم چلائی بلکہ ٹوگو (Togo) کے اندر بارڈر کے ساتھ ساتھ تبلیغ کر کے احمدیت کا پودا لگایا۔اور نئی جماعتیں قائم کرنے کی توفیق پائی۔

خاکسار کو یاد ہے کہ ایک موقع پر جب کہ خاکسار گریٹر اکرا ریجن میں ریجنل مبلغ تھا اور Tema میں ریجنل ہیڈکواٹر تھا۔ٹوگو بارڈر کے قریب سمندر کے بالکل اندر ایک باریک سی پٹی جاتی ہے اور دونوں اطراف میں سمندر کا پانی ہے وہاں ایک قصبہ Keta ہے جو کہ گھانا کے سابق صدر جیری جان رولنگز کا جائے پیدائش بھی ہے۔ یہ علاقہ ٹیما سے کافی دور تھا ہم نے وہاں جا کر تبلیغ کرنے کا پروگرام بنایا۔گو کہ ہمیں وہاں کامیابی نہ ہوئی لیکن اس پروگرام کے سلسلہ میں مکرم حافظ صاحب مرحوم کا مکمل اور بھرپور تعاون حاصل رہا۔

تبلیغ کے علاوہ ایک بہت بڑا اور عظیم الشان کام جو مکرم حافظ صاحب کو کرنے کی توفیق ملی وہ نومبائعین اور اماموں کی تربیت تھا۔یہ وہ لوگ تھے جو کبھی اپنے علاقوں سے باہر نہیں نکلے تھے اور نہ کبھی بڑے شہروں کا رُخ کیا۔گو اپنے علاقوں میں وہ امام تھے لیکن مذہب کا علم نہ کے برابر تھا بلکہ اکثر کو تو سورہ فاتحہ بھی صحیح طرح پڑھنی نہیں آتی تھی۔مگر حافظ صاحب نے بڑی محنت اور شفقت سے ان لوگوں کی ٹریننگ کا انتظام کیا۔ پھر ان علاقوں میں مساجد کی تعمیر ایک اور بڑا مرحلہ تھا جسے مکرم حافظ صاحب مرحوم کو بڑی خوبی اور کامیابی سے طے کرنے کا موقع ملا۔

ایک اور بڑی خوبی مکرم حافظ صاحب مرحوم میں خدمت خلق کی تھی۔گریٹر اکرا ریجن میں ریجنل مشنری کے طور پر قیام کے دوران کئی مواقع پر خاکسار کو دورہ جات یا دیگر کاموں کے سلسلہ میں ٹیما سے جہاں خاکسار کی رہائش تھی اکرا مشن ہاؤس جانا پڑتا تھا۔بہت دفعہ دیکھنے میں آتا کہ اکرا کے کسی دُور کے محلہ سے اگر کوئی فیملی نماز عشاء کے لئے مشن ہاؤس آئی ہوتی تو واپسی پر ان کو اپنی گاڑی میں بیٹھا کر ان کے گھر چھوڑنے چلے جاتے۔اگرچہ حافظ صاحب کا گھر اس محلہ کی بالکل مخالف سمت پر ہوتا۔لیکن کبھی محسوس نہ کیا کہ میں نائب امیر ہوں اور ان کا گھر بھی میرے راستہ میں نہیں پڑتا۔

اسی طرح جہاں بھی دیکھتے کہ کسی فیملی میں گھریلو مسائل ہیں تو ان کے حل کرنے کی طرف خاص توجہ دیتے اور معاملہ بگڑنے کا انتظار نہ کرتے۔خاکسار نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ جب اکرا کی جماعتوں میں خاکسار کی دعوت پر ہمارے کسی پروگرام میں مدعو ہوتے تو ان کی گاڑی میں کوئی نہ کوئی فیملی (یعنی میاں بیوی) بھی ہوتے اور بتایا کرتے تھے کہ ان میں ناچاکی ہے اور میں نے انھیں سمجھانے کیلئے بُلایا تھا چنانچہ میں نے انہیں اپنی گاڑی میں بٹھا لیا کہ راستے میں ان سے بات ہو گی اور پروگرام کے اختتام پر ان کو گھر چھوڑنے کے دوران بھی ان سے بات کا موقع ملے گا اور وقت کی بھی بچت ہو جائے گی۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا کہ خاکسار کا قیام ٹیما میں تھا۔کئی مواقع پر ٹیما میں اگر کسی کا گھریلو مسئلہ ہوتا تو دفتری اوقات کے بعد وہاں بھی تشریف لاتے اور متعلقہ فیملی سے ملنے کے بعد مشن ہاؤس ضرور تشریف لاتے اور خاکسار کو بتا کر جاتے کہ میں فلاں فیملی کی طرف آیا تھا۔وہاں سے فارغ ہو کر میں آپ سے ملنے آیا ہوں تا کہ آپ کو بھی علم ہو کہ کسی فیملی میں کوئی ناچاکی ہے اور اکثر اوقات ایسی میٹنگوں میں رات کے ۱۰ یا ۱۱ بج جاتے تھے لیکن اکرا جانے سے پہلے مشن ہاؤس ضرور تشریف لاتے۔دراصل یہ اُن کا وہاں متعین مشنری اور واقفِ زندگی کے لئے احترام تھا۔یہ کبھی ذہن میں نہ لاتے کہ میں نائب امیر ہوں مجھے مشن ہاؤس جانے کی کیا ضرورت ہے۔آپ کی مہمان نوازی سے بھی متعدد مرتبہ لطف اندوز ہونے کا موقع ملا ان کی اہلیہ صاحبہ بھی ان کی طرح بڑی مہمان نواز تھیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

مکرم حافظ صاحب اکثر اوقات تو تبلیغی اور تربیتی دورہ جات کے سلسلہ میں اکرا سے باہر رہتے

تھے لیکن جب اکرا میں ہوتے اور کبھی دفتر میں ان سے ملاقات ہوتی تو ہمیشہ گفتگو کا موضوع تبلیغ یا تربیت ہوتا تھا۔ ایک روز ایسی ہی ایک ملاقات میں ہوائی جہاز کے سفر کا ذکر ہوا۔ تو مکرم حافظ صاحب نے حسبِ عادت کھلکھلا کر ہنسنا شروع کر دیا۔ خاکسار نے پوچھا حافظ صاحب کیا بات ہے کہنے لگے رہنے دیں آپ میرا مذاق اڑائیں گے۔ بہرحال کافی یقین دہانی کے بعد انہوں نے اپنے ایک سفر کا واقعہ سنایا۔ جو بعد میں ان کی اجازت سے مکرم امیر صاحب گھانا کے ارشاد پر خاکسار نے ایک مضمون کی صورت میں تیار کیا اُس کا عنوان تو یاد نہیں البتہ وہ مضمون الفضل انٹرنیشل میں شائع بھی ہوا تھا۔ مناسب ہوگا کہ یہ واقعہ جو غالباً 1996/97ء کا ہے مکرم حافظ صاحب مرحوم کی زبانی بیان کیا جائے۔

”جزائر فجی سے گھانا واپسی کے بعد ایک سال جلسہ سالانہ یو۔کے میں شمولیت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر خاکسار جزائر فجی کے دورہ کے لیے روانہ ہوا۔ اُسی دوران امریکہ کی ایک جماعت میں خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع بھی تھا چنانچہ حضورؒ کی اجازت سے، پہلے امریکہ اور پھر جزائر فجی جانے کا پروگرام بنایا۔ لندن سے خاکسار نے نیویارک کے لئے فلائٹ لی اور پھر نیویارک سے اگلے شہر کی فلائٹ لینی تھی۔ نیویارک پہنچ کر خاکسار ٹرانزٹ (Transit) ہال میں چلا گیا جہاں ہزاروں لوگ اپنی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے خاکسار بھی بورڈنگ پاس حاصل کر کے اگلی منزل کے لیے روانگی کا اعلان ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اور یہ اعلان ہونے پر کہ جہاز اگلی منزل کی جانب روانگی کے لئے تیار ہے خاکسار بھی ایک لائن میں کھڑا ہو گیا اور باری آنے پر جہاز میں سوار ہو گیا۔ چونکہ لندن سے نیویارک کا لمبا سفر کیا تھا۔ تھکاوٹ اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے خاکسار سیٹ پر بیٹھتے ہی تھوڑی دیر میں خواب خرگوش کے مزے لینے لگا۔ تقریباً ساڑھے تین یا چار گھنٹے آرام کے بعد خاکسار کی آنکھ کھلی تو خوشی ہوئی کہ تھوڑی دیر میں منزل پر پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ نیویارک سے دوسرے شہر کا سفر ساڑھے چار یا پانچ گھنٹے کا تھا لیکن جب ساڑھے چار پھر پانچ گھنٹے بھی گزر گئے تو خاکسار کو تشویش لاحق ہوئی کہ اب تک تو جہاز کو منزل تک پہنچ جانا چاہیئے تھا چنانچہ خاکسار نے ائیر ہوسٹس کو بلایا اور اُس شہر کا نام لے کر کہا ”ہم کتنی دیر میں وہاں اتریں گے“۔ تو خاکسار کو اپنی سماعت پر یقین نہ ہوا جب ائیر ہوسٹس نے کہا ”Sorry Sir but we are flying to London“ کچھ دیر کے لیے تو ایسے لگا کہ میرے اوسان خطا ہو گئے ہیں پھر ہوش سنبھلنے پر میں نے اپنا بورڈنگ پاس اسے دیکھایا جسے دیکھ کر وہ بھی ششدر رہ گئی اور جہاز کے کپتان کو بلا لائی۔ جہاز کے کپتان نے بھی مجھے تسلّی دینے کی کوشش کی کہ لندن پہنچ کر دیکھیں گے اُس کے بعد تین یا ساڑھے تین گھنٹوں کا سفر جس طرح کٹا وہ ایک علیحدہ داستان ہے ایک اَن جانے خوف اور سینکڑوں سوالات نے میرا احاطہ کیے رکھا سب سے زیادہ خوف حضورؒ کی ناراضگی کا سوچ کر آتا تھا کہ واپس جا کر کیا بتاؤں گا۔ پھر خدام الاحمدیہ کا اجتماع چھوٹنے کا افسوس۔ گوں مگوں کی اسی کیفیت میں باقی سفر کٹا ایک ایک منٹ گھنٹوں میں گزرتا معلوم ہوتا تھا جہاز کے عملہ کے ارکان تھوڑی تھوڑی دیر بعد میرے پاس آ کر تسلی دیتے۔ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب ہم لندن ائرپورٹ پر اترے تو سیڑھیوں کے سامنے اُس ائیرلائن کا مینجر میرے استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ اُس نے عملے کی نااہلی اور میرا وقت ضائع ہونے پر بہت معذرت کی۔ اور اسی وقت نہ صرف یہ کہ مجھے واپسی فلائٹ پر فرسٹ کلاس کا ٹکٹ ایشو کیا بلکہ نیویارک سے اگلی منزل کے لیے فلائٹ کا انتظام بھی کیا اور تحائف بھی دیئے اور بار بار معذرت کی۔ خاکسار نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ امریکہ کو بھی اس واقعہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ الحمد للہ کہ خاکسار اگلی فلائٹ پر دوبارہ امریکہ کے لئے روانہ ہوا اور اگلے روز خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شمولیت کی توفیق مل گئی“۔

مکرم حافظ صاحب مرحوم کی خلافت سے محبت اور اطاعت کے بہت سے واقعات حضور اقدس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمائے ہیں۔

جلسہ سالانہ یو۔کے کے موقع پر خاکسار کی ڈیوٹی ناظم صلوٰۃ کے طور پر ہوتی ہے نماز تہجد کے لئے امامت اور نماز فجر کے بعد درسوں کا انتظام بھی اس نظامت کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ جس جلسہ میں مکرم حافظ صاحب تشریف لاتے اُن کا نام بھی امامت کے لئے حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوایا جاتا تھا۔ گو مکرم حافظ صاحب Gilfford میں ہوٹل میں مقیم ہوتے تھے لیکن خود ہی سواری کا انتظام کر کے تہجد کی نماز پڑھانے ہمیشہ تشریف لاتے اور کبھی بھی کوئی عذر پیش نہ کیا۔ دراصل یہ ان کی خلافت سے محبت اور اطاعت تھی کہ جب حضور نے منظوری دی ہے تو اب یہ کام ایک فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۰۱۱ء کے جلسہ یو۔کے میں بھی آپ کو تہجد پڑھانے کی توفیق ملی۔ گو بعد میں آپ کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی اس ضمن میں ایک انتہائی مخلص احمدی بھائی جن کا تعلق گھانا سے تھا ان کا بھی مختصراً ذکرِ خیر کر دوں وہ مکرم محمد اسحاق صاحب مرحوم تھے جو گھانا کے لوکل مشنری تھے۔ جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۱۱ء میں شمولیت کے بعد گھانا کے کچھ دوست گلاسگو تشریف لائے مکرم محمد اسحاق صاحب مرحوم کا بھی پروگرام تھا لیکن خاکسار نے جب فون کیا کہ آپ کیوں تشریف نہیں لائے تو کہنے لگے بخار کی وجہ سے مکرم حافظ صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں میں ان کی تیمارداری کے لئے رک گیا ہوں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ جلسہ سالانہ سے واپس جا کر چند ماہ بعد اچانک ایک روز خبر ملی کہ محمد اسحاق صاحب وفات پا گئے ہیں یہ بہت مخلص، محنتی اور دوست منش انسان تھے۔

خاکسار کے ساتھ بہت پیار اور محبت کا سلوک تھا، اس وقت اکرا ریجن میں متعین تین یا چار لوکل مشنریز ایسے تھے جو صبح سے لے کر شام تک نیشنل ہیڈ کوارٹرز اکرا میں کام کرتے تھے اور وہاں سے فارغ ہو کر اپنے سرکٹس (جن میں سات سات، آٹھ آٹھ جماعتیں تھیں) لوکل مشنری کے طور پر بھی کام کرتے تھے۔ یہ تمام لوکل مشنریز بشمول مکرم محمد اسحاق صاحب بڑی محنت اور لگن سے کام کرتے تھے۔ انہیں مشنریز میں مکرم حافظ صاحب کے چھوٹے بھائی محمد جبریل سعید صاحب بھی ہیں وہ بھی بڑے خلوص سے کام کرتے ہیں ان کے علاوہ ابوبکر بن عبداللہ، فرید احمد اور اسماعیل بیوا کے نام قابل ذکر ہیں۔ خاکسار کو پانچ سال تک گریٹر اکرا ریجن میں ریجنل مشنری کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ان پانچ سالوں میں خاکسار کو ایسے ہی محسوس ہوتا تھا کہ یہ تمام مشنریز خاکسار کے ساتھ ایسے تعاون کرتے اور محنت سے کام کرتے ہیں جیسے نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

غالباً ۲۰۰۲ء یا ۲۰۰۳ء کا ذکر ہے جبکہ خاکسار ایسٹ لندن ریجن (یو۔کے) میں ریجنل مشنری کے طور پر متعین تھا مکرم حافظ صاحب مرحوم جلسہ سالانہ یو۔کے میں شمولیت کے لئے تشریف لائے خاکسار نے عرض کیا کہ ایسٹ ریجن میں ہمارے افریقن احمدی بھائی بڑی تعداد میں ہیں اور زیادہ کا تعلق گھانا سے ہے۔ خاکسار کی خواہش ہے کہ صرف افریقن دوستوں کا ایک اجلاس بلایا جائے۔ اگر آپ تشریف لائیں تو آپ کا آنا ہمارے لئے بڑا فائدہ مند ہوگا مکرم حافظ صاحب نے بغیر کسی عذر کے خاکسار کی درخواست قبول کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ پروگرام بہت کامیاب رہا اور ۵۰ سے زائد افریقن دوستوں نے پروگرام میں شرکت کی۔

مکرم حافظ صاحب کا یہ دورہ بڑا فائدہ مند ثابت ہوا اور بعض کمزور افریقن احمدی جو پہلے جماعتی کاموں کے لئے وقت نہ نکالتے تھے ان میں سے اکثر فعال ہو گئے۔ فجزاہُ اللہ تعالیٰ احسن الجزاءِ۔

۲۰۱۰ء کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد مکرم حافظ صاحب جلسہ کے مہمانوں کے ہمراہ گلاسگو تشریف لائے اور مہمانوں کے اعزاز میں منعقدہ مشاعرہ میں تلاوت کے علاوہ چند اردو اشعار بھی سنائے۔ جن سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم حافظ صاحب کی اولاد بھی جماعت کے ساتھ بڑی مخلص ہے۔ اسی طرح بڑوں کا احترام اور جن سے تعلق ہو ان سے اپنی اولاد کا تعلق بھی مضبوط رکھنا یہ بھی انہوں نے اپنے بچوں کو خوب سکھایا تھا خاکسار جب ایسٹ لندن میں تھا تو ایک روز خاکسار کو ایک فون کال موصول ہوئی یہ مکرم حافظ صاحب کی بیٹی عزیزہ ھبہ کی طرف سے تھی۔ اس نے بتایا کہ میں اپنے کسی کورس کے سلسلہ میں لندن آئی ہوئی ہوں اور چند دنوں بعد گھانا واپسی ہے۔ لیکن میرے والد صاحب نے کہا تھا کہ آپ ایسٹ لندن میں انکل قریشی صاحب سے ملنا۔ چونکہ میں اس شہر کو زیادہ نہیں جانتی لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ سے ملوں تا کہ میں اپنے والد صاحب کو بتا سکوں۔ چنانچہ خاکسار جا کر عزیزہ سے مل کر آیا جس کے بعد ایک ملاقات میں مکرم حافظ صاحب نے اسکا ذکر بھی کیا۔ اسی طرح آپ کا ایک بیٹا عزیزم منیر احمد آج کل یو۔کے میں ہے پہلے Edinburgh میں تعلیم حاصل کر رہا تھا یہاں خدام الاحمدیہ کی ریجنل مجلس عاملہ میں تھا بہت خلوص سے خدمت کرتا تھا۔ آج کل لندن میں مقیم ہے۔ ایک بیٹا عزیزم صباح اور بیٹی عزیزہ تہمینہ گھانا میں ہیں۔ عزیزہ ھبہ کے علاوہ باقی بچے غیر شادی شدہ ہیں۔ جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۱۲ء سے قبل مکرم حافظ صاحب سے بات ہوئی ان کا پروگرام جلسہ پر آنے کا تھا اور جلسہ کے بعد بھی اُن سے بات ہوئی تو پتہ چلا کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں نیز ان کی وفات سے ایک ہفتے قبل ایک دوست نے بتایا کہ وہ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں ہیں اور بیماری ڈاکٹر کی سمجھ سے باہر ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آ گئی اور وہ انتہائی مخلص خادمِ دین جو ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب رہتا تھا راضی برضا ہو کر مالکِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جس پیار اور محبت کے ساتھ خطبہ جمعہ ۱۶ نومبر ۲۰۱۲ میں آپ کی خوبیوں، قربانیوں اور خلوص کا ذکر فرمایا۔ یہ سعادت بھی ہر ایک کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔ بقول مکرم عبید اللہ علیم صاحب مرحوم ”یہ محبت تو نصیبوں سے مِلا کرتی ہے“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مکرم حافظ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے نیز آپ کی اولاد کو بھی اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلنے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا جائے۔ آمین ❁

کیا آپ نے اس ماہ اصلاحی کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے اس کی رپورٹ دفتر اصلاح وارشاد میں بھجوا دی ہے

(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

اعلان

وقف بعداز ریٹائرمنٹ کی بابرکت تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں ایسے احباب کیلئے جو اپنی ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہوں ان کیلئے ’’وقف بعداز ریٹائرمنٹ‘‘ کی بابرکت تحریک کا اجراء فرمایا تھا۔ ایسے ریٹائر احباب جماعت جو سلسلہ کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اور صحت ٹھیک ہو وہ اپنے آپ کو خدمت دین کیلئے وقف کریں اور اپنی درخواستیں اپنے کوائف کے ساتھ صدر جماعت ؍زونل امیر کی سفارش کے ساتھ نظارت علیا قادیان میں بھجوائیں۔

اس سلسلہ میں خلفاء احمدیت کے ارشادات پیش کئے جارہے ہیں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

تحریک جدید کے بارہویں مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’بارہواں مطالبہ یہ ہے کہ جب یہ کام کئے جائیں گے تو مرکز میں کام بڑھے گا۔ کئی باہر کے لوگ جو کہتے ہیں کہ یہاں کارکنوں کو کم کام کرنا پڑتا ہے، ان سے میں کہا کرتا ہوں کہ خود یہاں آکر کام کرو اور جب کوئی آکر کام کرتا ہے تو کہتا ہے کہ یہاں تو بڑا کام کرنا پڑتا ہے کل ہی خان صاحب فرزند علی صاحب مجھ سے کہہ رہے تھے کہ جتنا کام نظارت امور عامہ کا کرنا پڑتا ہے میں نے اپنی ملازمت کے پندرہ (یا بیس سال کہا) آخری سالوں میں اتنا زیادہ کام نہیں کیا تو کام تو یہاں ہے اور بہت بڑا کام ہے۔ میں صبح اپنے دفتر میں آکر کام شروع کرتا ہوں رقعے اور ڈاک اور دفتروں کے کاغذات دیکھتا ہوں پھر ملاقات کرنے والوں سے ملاقات کرتا ہوں اسی میں دفتر کے اوقات کے چھ سات گھنٹے صرف ہوجاتے ہیں اور کسی کام کیلئے کوئی وقت نہیں بچتا پھر لوگ امید رکھتے ہیں کہ میں سکیمیں پیش کروں ان کی نگرانی کروں تقاریر کروں اور تصانیف بھی کروں اس میں شبہ نہیں کہ خلیفہ ایک ہی ہوسکتا ہے ناظروں کی طرح زیادہ خلیفے نہیں ہوسکتے لیکن اگر خلیفہ کے ماتحت زیادہ کام کرنے والے ہوں تو اس تک گو معاملات پھر بھی آئیں لیکن وہ کام کرنے کے گُر بتائے گا اور کام دوسرے کرلیں گے۔ موجودہ حالات میں کام چل ہی نہیں سکتا جب تک زائد آدمی کام کرنے والے نہ ہوں مگر بجٹ پہلے ہی پورا نہیں ہوتا تو اور آدمی کس طرح رکھے جاسکتے ہیں۔ اس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ بیسیوں آدمی جو پنشن لیتے ہیں اور گھروں میں بیٹھے ہیں خدا نے ان کو موقع دیا ہے کہ چھوٹی سرکار سے پنشن لیں اور بڑی سرکار کا کام کریں یعنی دین کی خدمت کریں اس سے اچھی بات ان کیلئے اور کیا ہوسکتی ہے بیسیوں ایسے لوگ ہیں جو پنشن لیتے ہیں اور جنہیں اپنے گھروں میں کوئی کام نہیں ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ خدمت دین کیلئے اپنے آپ کو وقف کریں۔ تا ان سکیموں کے سلسلہ میں ان سے کام لیا جائے یا جو مناسب ہوں انہیں نگرانی کا کام سپرد کیا جائے۔ ورنہ اگر نگرانی کا انتظام نہ کیا گیا تو عملی رنگ میں نتیجہ اچھا نہ نکل سکے گا‘‘ (خطبات محمود جلد ۱۵ صفحہ ۴۶۱۔۴۶۲ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’جو دوست پنشنر ہیں وہ قادیان میں آکر سلسلہ کا کام کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اس وقت کام بہت زیادہ ہے اور کام کرنے والے کم ہیں۔ پانچ سات ایسے دوست اب بھی کام کررہے ہیں جن کا بیان ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں انہیں اتنا کام کرنا پڑا جتنا انہوں نے ساری عمر نہ کیا تھا۔ خان صاحب فرزند علی صاحب اور خان صاحب برکت علی صاحب کی شہادت ہے کہ انہیں یہاں سرکاری ملازمت کی نسبت بہت زیادہ کام کرنے کی توفیق حاصل ہورہی ہے۔ دراصل دین کا کام ہی ایسا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ پنشنر احباب اگر یہاں آجائیں اور سلسلہ کے کام سرانجام دیں تو ان کیلئے بھی اور سلسلہ کیلئے بھی بہت مفید ہوسکتا ہے۔ چوہدری صادق علی صاحب پنشن لینے کے بعد جب یہاں آگئے تو بیمار تھے۔ اب بھی انکی صحت کوئی ایسی اچھی نہیں لیکن ان کے سپرد درس کے مرتب کرنے کی نگرانی کا کام کردیا گیا ہے جسے وہ بڑے شوق اور سرگرمی سے کررہے ہیں۔

پس یہ ثواب کے کام یادگار رہ جاتے ہیں۔ جب بھی کام کرنے والوں کا نام سامنے آجاتا ہے تو پڑھنے والے شکرگزار دل کے ساتھ ان کیلئے دعا کرتے ہیں۔ پس اس طرف بھی احباب کو توجہ کرنی چاہیئے‘‘

(خطاباتِ شوریٰ جلد دوم، مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۸۲ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

❁❁❁

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

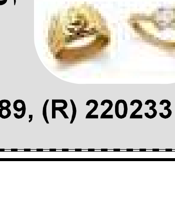

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے مستقل پروگرام

ہندوستانی وقت کے مطابق

جمعہ	لقاء مع العرب	**10.25**
	یسرنا القرآن	12:00 PM, 6:00 PM,11:00AM, 6:30AM
	Beacon of Truth	1:00 PM
	فقہی مسائل	5:00 Pm, 2 :00 AM
	خطبہ جمعہ	**6:30 PM Live,** 8:30 PM, 2:30 AM
	ترجمۃ القرآن کلاس	8:30
ہفتہ	Faith Matters	1:00 PM
	خطبہ جمعہ	8:00 AM, 4:25 PM, 4:20 AM
	راہ ھدیٰ Live	**9:00 AM, 9:30 PM, 2:30 AM**
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	الترتیل	**12:00 PM, 6:00 PM,11:00 PM, 6:30 AM**
	جماعتی خبریں	**1:30 PM, 2:00 AM**
	Story Time	**2:00 PM, 5:40 PM, 4:00 AM**
	مجلس عرفان	**2:30 PM**
	انتخاب سخن	**6:30 PM**
اتوار	مجلس عرفان (انگریزی)	**4:30 AM**
	خطبہ جمعہ	8:40 AM, 6:30 PM, 4:25 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	یسرنا القرآن کلاس	12:00 PM,6:00 PM,11:00 AM,6:30 PM
	وقف نو کلاس	**12:30 PM, 8:30PM, 11:50 PM**
	Real Talk	**1:00 AM**
	Faith Matters	**1:30 PM**
	خطبہ جمعہ (ملیالم)	**8:00 PM**
	Story Time	
سوموار	وقف نو کلاس	**6:50 AM**
	Real Talk	9:30 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	الترتیل	12:00 PM,6:00 PM,11:00 AM,6:30 AM
	جماعتی خبریں	1:30 PM
	فرنچ ملاقات	**2:30 PM**
	خطبہ جمعہ	8:30 PM
	راہ ھدیٰ	9:30 PM, 2:00 AM
منگلوار	لقاء مع العرب	10:25 AM
	یسرنا القرآن کلاس	12:00PM, 6:00PM, 11:00AM, 6:30 PM
	مجلس عرفان انگریزی	2:30 PM, 4:30 AM
	Real Talk	6:30 PM
بدھ	انتخاب سخن	4:30 AM
	لقاء مع العرب	10:25 AM
	الترتیل	12:00 PM, 6:00 PM, 11:00 AM, 6I30 AM
	Real Talk	1:30 PM, 1:00 AM
	مجلس عرفان اردو	**2:30 PM**
	فقہی مسائل	**8:30 PM, 5:00 AM**
	Faith Matters	9:30 PM
جمعرات	فقہی مسائل	8:00 AM
	Faith Matter	9:30 AM, 1:00 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	Beacon of Truth	**1:30 PM, 6:30 PM, 4:30 AM**
	ترجمۃ القرآن کلاس	**2:30 PM, 10:30 AM, 2:30 AM**
	انتخاب سخن	9:30

منجانب: نظارت اصلاح وارشاد (مرکزیہ)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 6 Dec 2012 Issue No : 49

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے قبول احمدیت کے واقعات پر مشتمل نہایت دلچسپ اور ایمان افروز روایات کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 30 نومبر 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج میں صحابہ کے متفرق واقعات پیش کروں گا۔ جن میں صحابہ کا حضرت مسیح موعودؑ پر کامل یقین ثابت ہوتا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھ کر صحابہ پر جو اثر ہوا اس کو پیش کروں گا۔ حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہماری بھاوج سخت بیمار ہوگئی۔ میں نے سوچا کہ اب سوائے قادیان جانے کے کوئی علاج نہیں ہم چل پڑے۔ والدہ محترمہ بھی ساتھ تھیں۔ راستہ میں ہم نے اس بیمار لڑکی کو سمجھایا کہ حضرت صاحب فرمائیں گے کہ مولوی نورالدین صاحب سے علاج کروالیں مگر تم کہنا کہ میں نے تو ضرور آپ سے ہی علاج کروانا ہے۔ قادیان آکر حضور نے یہی فرمایا اور لڑکی نے جواب دیا کہ حضور علاج صرف آپ ہی کریں۔ حضور نے ایک دوائی لکھی اور گھر سے شہد کی تین بوتلیں لاکر دیں اور فرمایا میں لدھیانہ جارہا ہوں آپ علاج شروع کریں اور بذریعہ خط اطلاع دیں۔

حضور کا نسخہ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کو دکھایا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ نسخہ اس بیماری والے کیلئے سخت مضر ہے اگر میں اس بیمار کو یہ نسخہ دوں تو وہ ایک منٹ میں مرجائے۔ لیکن چونکہ یہ نسخہ حضور کا ہے اس لئے یہ لڑکی ضرور ٹھیک ہوجائے گی۔ چنانچہ تین دن علاج کے بعد الحمدللہ وہ لڑکی شفا پا گئی۔

حضرت میاں جمال الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور کا الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں میں تکلیف تھی، پانی آتا تھا۔ ایک دن میں نے حضور کے کپڑے کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور الحمدللہ میری آنکھیں اس بیماری سے ٹھیک ہوگئیں۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے اثرات کے متعلق حضرت میاں محمد دین صاحبؓ کا تفصیلی واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت میاں محمد دین صاحب اپنی بیعت کا واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’آریہ برہمو، دہریہ لیکچروں کے بد اثر نے مجھے اور مجھ جیسے اور اکثروں کو ہلاک کردیا تھا اور ان اثرات کے ماتحت لایعنی زندگی بسر کررہا تھا کہ براہین پڑھتے پڑھتے جب میں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کو پڑھتا ہوں معاً میری دہریت کافور ہوگئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہوجاتا ہے۔ سردی کا موسم جنوری 1893ء کی 19 تاریخ تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ جب میں ’’ہونا چاہیئے اور‘‘ ہے‘‘ کے مقام پر پہنچا۔ پڑھتے ہی معاً توبہ کی …… عین جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا ایمان جو ثریا سے شاید اُوپر ہی گیا ہوا تھا اتار کر میرے دل میں داخل کیا اور مسلماں رامسلمان باز کردند کا مصداق بنایا۔ جس رات میں مَیں بحالتِ کفر داخل ہوا تھا اس کی صبح مجھ پر بحالت اسلام ہوئی۔ اس مسلمانی پر میری صبح ہوئی تو میں وہ محمد الدین نہ تھا جو کل شام تک تھا۔ فطرتاً مجھ میں حیا کی خصلت تھی اور وہ اوباشوں کی صحبت بس عنقا ہوچکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے وہی خصلت حیا واپس دی۔ میں اس وقت اس آیت کے پرتو کے تحت مزے لے رہا تھا۔ لٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوۡنَ۔ (الحجرات:۸)

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہ میں ایمان کو پیارا بنایا ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور تمہاری نگاہ میں کفر اور اطاعت سے نکل جانے اور نافرمانی کرنے کو ناپسند کر کے دکھایا ہے وہی لوگ سیدھے راستہ پر ہیں یہ محض اللہ کے فضل اور نعمت سے ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حضور انور نے حضرت میاں محمد دین صاحب کا واقعہ بیعت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لکھتے ہیں

’’ایمان لانے کے ساتھ ہی قرآن کی عظمت اور محبت نے میرے دل میں ڈیرہ لگایا گویا علمِ شریعت جو ایمان کی شرط ہے اس کے حاصل کرنے کا شوق اور فکر دامن گیر ہوا۔ ازاں بعد سال 1893.94ء میں براہین احمدیہ کا ایک دور ختم کیا جو نماز تہجد کے بعد کیا کرتا تھا۔ اور پھر آئینہ کمالات اسلام پڑھا جو توضیح المرام کی تفسیر ہے۔

حضرت قبلہ منشی جلال الدین صاحب پنشنر میر منشی رسالہ نمبر 12 ساکن بلانی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات دو ماہ کی رخصت لے کر سیالکوٹ چھاونی سے بلانی تشریف لائے اور بلانی میں ہی میں پٹواری تھا۔ ان سے پتہ پوچھ کر بیعت کا خط لکھ دیا جس کا جواب مجھے اکتوبر 1894ء میں ملا جس میں لکھا تھا کہ ظاہری بیعت بھی ضروری ہے۔ جو میں نے 5 جون 1895ء میں مسجد مبارک کی چھت پر بالا خانہ کے دروازہ کی چوکھٹ کے مشرقی بازو کے ساتھ حضرت صاحب سے کی ’’

پھر میرے دل میں گذرا کہ میں علم دین سے ناواقف ہوں اور مولوی لوگ مجھے تنگ کریں گے میں کیا کروں گا اور پوچھنے سے بھی شرم کررہا تھا جو آپ نے بغیر میرے سوال …… ایسے بلند لہجہ میں رُعب ناک انداز سے فرمایا کہ میں کانپ گیا۔ فرمایا ہماری کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 7 صفحہ 48-49)

حضرت فضل دین صاحبؓ اپنی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں پہلے ایک آزادانہ خیال کا آدمی تھا بعد میں دوستوں کی صحبت میں آکر نقشبندی سلسلہ میں شامل ہوگیا۔ اس خاندان نے مجھے شروع میں ہی نماز تہجد کی تاکید کی اور خواب آنے پر کسی سے ذکر نہ کرنے کی تاکید کی۔ چونکہ میں معماری کا کام کرتا تھا اس لئے اپنے مرشد کی اجازت سے امرتسر چلا گیا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے فرشتوں کی شکل میں ایک فوج میرے اردگرد بیٹھی ہے درمیان میں ایک تخت ذریں آسمان سے اُترا سب لوگ تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ اس تخت پر دو شخص تھے میں نے اپنے ساتھ والے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے بتایا کہ تخت پر دائیں طرف خدا کے پیارے محمدؐ ہیں اور جو بائیں طرف ہیں وہ خدا کے نبی کے پیارے ابن مریم ہیں۔ میں نے کہا ابن مریم تو فوت ہوگئے اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا جب ہمارا ابن مریم آئے تو اس کی تابعداری ضروری ہے اور جو تابعداری نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ میں نے گاؤں جاکر یہ خواب اپنے مرشد کو سنایا انہوں نے مجھے مبارک باد دی۔ اور کہا کہ اب عنقریب ابن مریم نازل ہونے والے ہیں اور یہ ان کا زمانہ چل رہا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو ان کی بیعت کرلیں۔ اس خواب کے دس ۱۵ سال بعد تک میں کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر رہا۔ جب واپس گاؤں آیا تو مولوی چراغ دین صاحب کو احمدی پایا۔ وہ مجھے تبلیغ کرتے ایک دن میں نے رمضان کی پہلی تاریخ کو خدا کے حضور رورو کر دُعا کی کہ اے خدا اگر مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والا یہ شخص سچا ہے تو مجھے اپنی جانب سے کوئی نشان دکھا۔ رمضان کے ۱۵ دن گزرے ہوں گے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میرے ساتھ ایک آدمی کسی شہر سے گزرے ہیں وہاں ایک خوبصورت باغ ہے۔ اس کی چار دیواری تین فٹ ہے۔ ہم اندر جانا چاہتے ہیں مگر کوئی راستہ نہیں ملتا۔ ہم چاروں طرف گھومتے ہیں تو مشرق جانب ایک بزرگ درخت کے سائے میں بیٹھے ملے اور کہا کہ آؤ تمہیں دروازہ دکھادوں اس بزرگ نے اپنا تعارف ابن مریم بتایا۔ ہم باغ میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا آیا اور اس نے مجھے ایک پیالے میں پانی دیا جو میں نے پی لیا۔ یہ خواب میں نے مولوی صاحب کو بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ قادیان چلتے ہیں خواب میں جس بزرگ کو تم نے دیکھا ہے اگر وہ حضرت مرزا صاحب ہیں تو ان کی بیعت کرلینا۔ ہم قادیان آئے۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ لیکن میری بدقسمتی کہ میں بیعت نہ کرسکا۔ میں اپنے گاؤں واپس آگیا اور موضع بھامڑی نزد ہرچوال کے بابو صاحب کی چٹھی ملنے پر وہاں کام کیلئے چلا گیا۔ تیسرے دن مجھے خواب آئی اور وہی بزرگ یعنی حضرت مرزا صاحب آئے اور کہا کہ تم نے خدا سے بذریعہ دُعا نشان مانگا تھا جو تمہیں بذریعہ خواب دیا گیا۔ تم پر حجت پوری ہوگی۔ اگر اب بھی بیعت نہ کی تو قیامت کے دن پوچھے جاؤ گے۔ خواب دیکھ کر میں فوراً قادیان گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان تمام صحابہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ان بزرگوں کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے مکرم چودھری نصرت محمود صاحب شہید ابن مکرم چودھری منظور احمد صاحب کی شہادت کا ذکر فرمایا۔ آپ پر نامعلوم افراد نے ۱۹ر اکتوبر کو گولیوں سے فائر کئے تھے۔ ۲۷ر نومبر بروز منگل آپ مولیٰ کریم کے حضور حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کئی خوبیوں کے مالک تھے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں ہر احمدی کو دشمنوں کے ہر شر سے اپنی حفاظت میں رکھے اور فتح ونصرت کے دن جلد دکھائے۔ آمین۔